سبزی ترکاریاں

مصنفہ مولوی حاجی محبوب عالم صاحب
ایڈیٹر رسالہ زمیندار باغبان و بیطار

پانچویں مرتبہ

خانہ باغ

حصہ اوّل

موسوم بہ

ترکاریاں

آب و ہوا

مزارعان اور باغبانان کے لئے آب و ہوا کا علم ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسے کہ طبیب کے لئے ادویات کی تاثیرات کا آب و ہوا کا قدرتی اثر تمام حیوانات جمادات اور نباتات پر پڑتا ہے۔ ذی روح اور غیر ذی روح دونوں اسے اپنے اپنے طور پر محسوس کرتے ہیں۔ تمام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ منطقہ حارہ۔ منطقہ معتدلہ اور منطقہ بارِدہ کے تمام چرند پرند پھل پھول پودوں اور انسانوں کے خواص اور جسمانی حالت میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔ یہ فرق زیادہ تر آب و ہوا کی خاصیت پر مبنی ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کے کاشتکار اور باغبان گو بالعموم جاہل ہوتے ہیں۔ مگر تاہم آب و ہوا کی ماہیت

سے بہت کچھ عملی طور پر واقف ہوتے ہیں - اس کی وجہ یہ ہے - کہ عرصہ دراز سے ہندوستان میں پیشے موروثی چلے آتے ہیں - اس لئے ہر قسم کے پیشہ اور کچھ اپنے بزرگوں کی باتوں اُن کے تجربوں کچھ اپنے پیشہ کی روایتوں کہاوتوں اور کچھ اپنے ذاتی مشاہدوں اور عملی تجربوں سے مستفید ہوتے چلے آتے ہیں - اسی طرح سے گولے ڈھنگے طور پر اُن کو اپنے کام کی موٹی موٹی باتوں کا علم ہو جاتا ہے - مگر بوجہ جہالت اُن کے نشیب و فراز اُن کی باریکیوں اور اُن سے زیادہ فائدہ اُٹھانے کے طریقوں اور ترکیبوں سے محروم رہتے ہیں - اور زمانہ میں جو نئی نئی ایجادیں اور ترقیاں ہوتی رہتی ہیں - اُن سے بھی وہ بے خبر رہتے ہیں - صرف زبان دانی کی کتابیں پڑھ لینے یا قصہ کہانیوں کی کتابیں عبور کر لینے سے پیشہ وروں کو اُن کے کام میں خاک مدد نہیں مل سکتی - تاوقتیکہ وہ خاص اپنے کام کے متعلق علم کو بطور سائنس کے مطالعہ نہ کریں ‏۔

ہندوستان میں موسموں کو تین حصوں پر تقسیم کیا گیا ہے - گرمی - برسات اور جاڑا - مگر ہندوستان کوئی چھوٹا سا ملک نہیں ہے - اسے بر اعظم کہنا خلاف واقعات نہیں ہوگا اس لئے یہاں کے پہاڑوں پر سال کے بڑے حصے میں کچھ اور کیفیت رہتی ہے - میدانوں میں کچھ اور - وہ علاقے جو سمندروں کے قریب ہیں اُن میں کچھ اور - غرضیکہ تمام ہندوستان میں ایک وقت میں یکساں موسم نہیں رہتا البتہ ہر جگہ موسم گرمی - برسات اور جاڑے میں کم و بیش ضرور

تقسیم ہوتا ہے۔ خواہ آگے پیچھے ہو۔ پنجاب اور ممالک مغربی و
شمالی میں چار مہینے نومبر۔ دسمبر۔ جنوری اور فروری جاڑے کے
گنے جاتے ہیں۔ مارچ۔ اپریل۔ مئی اور جون گرمی کے۔
اور جولائی اگست ستمبر اور اکتوبر برسات کے۔ دیوالی سے لوگ
رات کو لحاف اوڑھنے لگ جاتے ہیں۔ جو بالعموم اکتوبر کے آخیر
میں ہوتی ہے۔ اکتوبر کے آخر میں صبح و شام خاصی خنکی ہوتی
ہے۔ بسنت کو جو بالعموم فروری کے شروع میں ہوتا ہے۔
موسم کھل جاتا ہے۔ ہوائیں وہ سردی نہیں رہتی۔ جو بدن
کو چھے۔ اور موسم خوشگوار ہوتا ہے۔ بسنت سے ہولی تک
گلابی جاڑے رہتے ہیں۔ اور یہ موسم بہار کا ہوتا ہے۔ اپریل
کے وسط تک صبح و شام گرمی معلوم نہیں ہوتی۔ بعد میں
آفتاب کی حرارت زیادہ ہو جاتی ہے۔ اور لوئیں چلنے لگ جاتی
ہیں۔ کئی کئی دن تک آسمان پر گرد و غبار چھایا رہتا ہے
آندھیاں چلتی ہیں۔ اور حرارت آفتاب سے زمین خوب تپتی ہے
ماہ جون کے وسط سے چھینٹا پڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ اور
جولائی میں خاصی بارش ہو جاتی ہے۔ کبھی سیاہ [illegible]
گھٹائیں اٹھتی ہیں۔ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چلتی ہے۔ اور کبھی ایسا حبس
ہو جاتا ہے۔ کہ دم گھٹنے لگتا ہے۔ رات کو جب [illegible]
صاف ہوتا ہے۔ تو جب اوس پڑتی ہے۔ پھر [illegible]
ہوائیں چلتی ہیں۔ جن پر بارش کا آنا اور کھیتی کا پکنا۔ بادل کا
گھرنا۔ اور فصل کا نفع و نقصان بہت کچھ سمجھ سکتے ہیں
لائق اور سمجھ دار یا بھولا اور [illegible] کاشتکار کی
کی لیاقت پر یہ امر انحصار رکھتا ہے۔ کہ وہ ہر موسم میں

اپنی فصلوں کی کس طرح سے خبرداری کریں - موسم سرما میں
سبزی و ترکاری کو جاڑے پالے کہر اور دھند سے نقصان
نہ پہونچنے دیں - گرمی میں لوؤں کی تھپیڑوں سے سبزی کو
جھلسنے سے بچانے کے لئے کس وقت پانی دیں - اور کیا
اپاؤ کریں - برسات میں پانی کی بہتات سے پودوں اور بیلوں
کو سڑنے سے بچاویں - اور یہ کہ کس وقت کیا چیز بوئیں -
اس موقع پر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں - کہ بہت سے
باغبان غیر ممالک کے بیج بونے میں سخت غلطی کر جاتے ہیں
وہ بیج جو انگلستان میں دسمبر یا جنوری میں بوئے جا سکتے
ہیں - وہی بیج ہندوستان میں اگر گرمی اور برسات کے
اندر بوئے جاویں - تو ممکن ہے - کہ بہت سے نہ پھوٹیں
اور نومبر تک وہیں پڑے رہیں - اور اس عرصہ میں زمین
سے سر نکالیں - تمام ولایتی ترکاریاں بونے کا موسم نومبر یا
اکتوبر کے آخر میں شروع ہوتا ہے - اس لئے مالیوں کو اکتوبر
میں پوری پوری تیاری کرنی چاہئے - دیسی ترکاریاں جو
گرمی کے موسم میں لگتی ہیں - ان کے بونے کا وقت
فروری سے شروع ہو جاتا ہے - اس لئے جنوری کے آخر
میں بونے کی تیاریاں شروع کر دینی چاہئیں - مثلاً زمین کا
درست کرنا کھاد ڈالنا وغیرہ وغیرہ ٭

نوٹ: شمالی ہند میں موسم سرما شمال مشرقی ہواؤں
سے شروع ہوتا ہے - جو بالعموم ماہ نومبر سے چلنے لگتی
ہیں - اور وہ ماہ مارچ تک چلتی رہتی ہیں - اس کے بعد
جنوب مغربی ہوائیں چلنے لگتی ہیں - جو موسم گرما کو لاتی ہیں

اور جو ماہ جون میں ختم ہو جاتی ہیں۔ اس کے بعد کو ہوائیں اسی سمت میں عموماً چلتی رہتی ہیں۔ مگر برسات شروع ہو جاتی ہے جس میں موسم کا یہ حال ہوتا ہے۔ کہ صبح ٹھنڈی تو دوپہر کو تپش۔ تیسرے پہر حبس اور رات کو گرمی اور سردی خلط ملط ہو کر عجب ناگوار موسم بن جاتا ہے۔ مگر شروع شروع میں موسم اکثر اچھا رہتا ہے۔ جیسے ساون کی بہاریں کہتے ہیں۔ پہاڑوں میں موسم سرما اکتوبر سے شروع ہو کر اپریل تک رہتا ہے۔ اور پھر بتدریج گرمی اور برسات آتی ہے۔ جنوبی ہند میں نومبر میں بڑا خراب موسم ہوتا ہے۔ شمال مشرقی ہوائیں زور شور سے چلتی ہیں۔ اور بارش اکثر اور بھی حد سے زیادہ رہتی ہے۔ دسمبر میں موسم کسی قدر اچھا رہتا ہے گلابی جاڑا پڑتا ہے۔ اور دن صاف رہتا ہے۔ جنوری اور فروری سے بہار کا موسم شمار ہوتا ہے۔ مگر رات کو اوس بہت زیادہ پڑتی ہے۔ مارچ اور اپریل میں کسی قدر بارش ہو جاتی ہے۔ اور یہ وقت نباتات کے خوب نشوونما کا ہوتا ہے مئی اور جون میں سخت گرمی پڑتی ہے۔ جولائی میں جنوبی ہواؤں کا آغاز ہوتا ہے۔ جو بارش لاتی ہیں۔ اور یہ موسم نومبر تک رہتا ہے۔

نباتات بونے کے لئے قطعات کیسے ہونے چاہئیں

نباتات بونے کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ زمین کا ایک

خاص نقشہ مقرر کر لیا جائے - اور ہر جگہ جب تک ویسی ہی صورت نہ ہو تب تک کاشت نہ کی جائے - البتہ تجربہ کاروں نے سبز ترکاریاں بونے کے لیے زمین کے موقع اور مقام کی نسبت چند ضروری ہدایتیں لکھی ہیں - اگر اُن کا خیال مدنظر رکھا جائے - تو اس سے یہ بڑا فائدہ مقصود ہے - کہ زمین زیر کاشت لاتے ہوئے جو قطعہ جس بات کے لیے زیادہ موزوں ہوگا - اس کو اسی فصل کے لیے انتخاب کیا جائیگا - اور اُس کے علم سے زمین کی شناخت عمدگی سے ہو جائیگی ۔

نباتات بونے کے لئے وہ قطعہ اراضی بہت موزوں ہوتا ہے - جس کا رُخ شمال مشرق سے جنوب مشرق کی سمت میں ہو - دوسرے اس قطعہ کے چاروں طرف یا تو بڑے بڑے سایہ دار اور گنجان شاخوں والے درخت ہوں - یا اُس کے گردا گرد گھنی جھاڑیاں ہوں - چونکہ فصل کو موسم گرما و سرما و برسات میں تیز ہوا کے جھونکوں سے محفوظ رکھیں اور یکایک کھیتوں میں گھس کے نباتات کو جھلسا نہ سکیں - انگریزوں کے باغیچوں کے گرد دیکھا جاتا ہے کہ یا تو بڑے بڑے درخت ہوتے ہیں - یا وہ چاروں طرف کچی چار دیواری اٹھا کر اُس پر باڑ کے طور پر ڈنڈا تھوہر یا اور خاردار گنجان جھاڑیاں لگا دیتے ہیں - اس ترکیب سے کئی فوائد متصور ہیں - اوّل جانور اور مویشی کھیت یا باغیچے کے اندر آکر اُسے خراب نہیں کر سکتے - غیر آدمی یکایک اندر داخل ہونے کی جراءت نہیں کر سکتا - اور گرد و غبار کے بگولوں آندھیوں اور تیز ہوا

کے جھونکوں کو یہ درخت اور جھاڑیاں بہت کچھ روکتی ہیں یہ ایک صاحب پنجاب کی باغبانی کی نسبت لکھتے ہوئے مندرجہ ذیل رائے دیتے ہیں:

"تمام زمین جس میں خواہ پھولوں کے پودے لگائے جاویں۔ یا نباتات بوئی جاویں ہموار ہونی چاہیئے۔ البتہ کسی قدر اندر کی طرف جھکاؤ ہونا چاہیئے تاکہ زمین پانی کو جذب کر سکے۔ مگر فی الجملہ ایسی ڈھالو ہو۔ کہ فالتو یا غیر ضروری پانی نہ رہنے پاوے"

فرگوسن صاحب سبزی ترکاری کے قطعات اراضی کی نسبت لکھتے ہیں۔ کہ وہ چپٹے اور ہموار ہونے چاہئیں۔ اور اُن کے آس پاس سایہ دار درخت ہونے چاہئیں سبزی بونے سے پہلے قطعات میں کیاریاں بنانی چاہئیں جن میں ایسا نشیب فراز رہے۔ کہ پانی داخل بھی ہو سکے اور فالتو نکل بھی سکے۔

نباتات کی کاشت کیلئے زمین کی اہمیت

تمام ایسی اراضیات میں جو کاشت کے قابل ہیں۔ دو اجزا ضرور ہوتے ہیں۔ ایک متحرک دوسرے غیر متحرک۔ متحرک اجزا آگ میں جلانے سے جل جاتے ہیں۔ اور غیر متحرک یا معدنی اجزا جلانے سے نہیں جلتے۔ کاشت کے قابل زمین کی معمولی شناخت یہ ہے۔ کہ اس پر گھاس پات اور چھوٹی چھوٹی بوٹیاں اور جنگلی بیلیں وغیرہ پائی جائیں۔ اور بنجر زمین

کی یہ علامت ہے - کہ اُس پر روئیدگی نہ ہو - اُس میں شورہ
کا مادہ زیادہ ہو - مگر یہ نہیں خیال کرنا چاہیئے - کہ بنجر
زمین بالکل ناقابل کاشت ہوتی ہے - ہم عقلمندی اور علم
زراعت کی مدد سے بنجر سے بنجر اور خراب سے خراب زمین
کو درست کر کے زرخیز بنا سکتے ہیں - البتہ توجہ محنت اور کسی
قدر صرفہ برداشت کرنا پڑتا ہے *

عمدہ زمین کی ماہیت یہ ہے - کہ تھوڑی دیر تک اُس کی
سطح پر پانی ٹھہر سکے - مرطوب ہوا سے یہ نمی کو جذب کر سکے
اور اُس میں جو کھاد ڈالی جاوے - یہ اُس کے رقیق قابل
تحلیل اور بخارات بن کر اُڑ جانے والے اجزا کو روک سکے
اس کے مسام ایسے اچھے ہوں - کہ ہوا اور پانی کی اچھی
طرح سے آمد و رفت ہو سکے - اور کاشتکار اس پر اچھی طرح
سے بغیر خاص تردد اور بلا زائد محنت کے کام کر سکے - بعض
زمینوں کی اوپر کی سطح عمدہ ہوتی ہے - مگر نیچے کی سطح
مختلف نکلتی ہے - اس لئے جو زمین قریب دو فٹ
عمق تک ایسی ہو - جس میں متناسب اجزا متحرک اور
غیر متحرک شامل ہوں - اور مٹی قریباً یکساں خاصیت
کی ہو - وہ عمدہ گنی جاتی ہے *

عمدہ زمین کی اور زیادہ تشریح اس طرح سے کر سکتے
ہیں - کہ جس کی مٹی کا ½ حصہ متحرک اجزا سے مشتمل ہو
اور ان متحرک اجزا مٹی ریت - لوہے - چھوٹے کنکر وغیرہ
کے ہوں - زرخیز زمین اُسے کہیں گے - کہ جسے سر دست
زیادہ کھاد کی ضرورت نہ پڑے - اور لگاتار معقول فصل دے

ہلکی زمین اُسے کہیں گے۔ کہ جس میں ریت کا جُزو زیادہ اور چکنی مٹی کا جُزو کم ہو۔ اور کھاد کی بہت زیادہ ضرورت ہو۔ بیٹ کی زمین اُسے کہیں گے۔ جو دریاؤں اور ندیوں کے کنارے ہو۔ یا دو دریاؤں یا ندیوں کے مابین واقع ہو جو تھوڑے تھوڑے فاصلہ پہ بہتے ہوں۔ بیٹ زمین میں خالص ریت کا جزو بہت ہوتا ہے۔ اور اس قسم کی زمینوں میں کئی قسم کی سبزی ترکاریاں اور تربوز خربوزے بہت عمدہ اور کثرت سے پیدا ہوتے ہیں۔ کیونکہ دریا کی تری ریت کو نشوو نمائی بہت قوت عطا کرتی ہے جب برسات میں ندی نالے اور دریا چڑھتے ہیں۔ اور پہاڑوں سے زیادہ پانی آتا ہے۔ تو یہ زمینیں غرقاب ہو جاتی ہیں۔ اور جب پانی اُتر جاتا ہے۔ تو برآمد ہو جاتی ہیں۔ پانی میں ڈوبے رہنے کی حالت میں یہ معقول خوراک حاصل کر لیتی ہیں ٭

شمالی ہند میں زمین قدرتاً عمدہ ہے۔ گو بعض مقامات میں کچھ نقص پایا جائے۔ مگر فی الجملہ اچھی ہے۔ اور نباتات کی کاشت کے لئے بہت موزون ہے۔ اس میں چکنی مٹی کا خوب جزو ہوتا ہے۔ اور جب اُسے اچھی طرح سے درست کرکے نازک سے نازک اور رس دار پودے بھی بوئے جاویں۔ وہ بھی عمدگی سے نشوونما پاتے ہیں جس زمین میں ریت کا جزو زیادہ ہے۔ وہ کھاد ڈالنے سے بالکل درست ہو جاتی ہے۔ اور پیداوار بہت عمدہ ہوتی ہے۔ اور نباتات کی کاشت کے لئے بہترین زمین وہ

ہوتی ہے۔ جس کی مٹی کے ڈھیلے بہت سخت ہوں اور
توڑنے سے بھی اچھی طرح سے نہ ٹوٹیں۔ مگر خوشی کی
بات ہے۔ کہ ایسی اراضی کم ہے۔ نباتات بونے کے لئے
جب زمین کا انتخاب کیا جائے۔ تو حتی المقدور اس قسم
کی زمین سے کنارہ کشی کرنی چاہیئے۔ اگر یہ بات مشکل
ہو۔ تو کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ اسے محنت اور توجہ سے
درست کر سکتے ہیں۔ اول اس میں گہرا ہل چلوا دینا
چاہیئے۔ تاکہ مٹی پر موسمی آب و ہوا کا اثر ہو۔ سورج کی
تپش۔ ہوا اور بارش اسے اپنا رنگ دکھائے۔ پھر اس میں
خوب ہلکی قسم کی کھاد ڈالی جائے۔ مثلاً گھوڑے کی
لید۔ پتی کی سڑی ہوئی کھاد۔ بازاروں کا کوڑا کرکٹ۔ مگر
گوبر اور ہیلے وغیرہ کی کھاد نہ ڈالیں۔ کیونکہ اس قسم کی
کھادیں شمار نہیں کی جاتیں۔

شمالی ہند کے علاوہ شمال و جنوب کی زمین بھی بہت
عمدہ ہے۔ یہ نباتات کی کاشت کے لئے بہت عمدہ ثابت
ہوئی ہے۔ سندھ میں نباتات جس قسم کی چاہیں ہو سکتے
ہیں۔ بنگال کے مشرقی حصہ میں ہرٹ کی زمین بہت
پائی جاتی ہے۔ فی الجملہ صوبہ بنگال کی زمین نباتات
بونے کے مطلب کی ہے۔ البتہ وسط ہند اور جنوبی
ہند میں کئی مقامات پر زمین نباتات کے لئے موزوں
نہیں ملتی۔ بہت خشک۔ سخت اور پتھلی ہوتی ہے
مگر اسے محنت سے مفید مطلب بنا سکتے ہیں۔ صوبہ
بمبئی میں سرخ زمین اور سیاہی مائل زمین میں نباتات

کی کاشت بہت اچھی طرح سے ہوتی ہے۔ اور اس قسم کی زمین کی بہت قدر کی جاتی ہے۔

نباتات بونے کے لئے زمین کس وضع کی تیار کرنی چاہیئے

نباتات بونے کے لئے کوئی خاص ایسا نقشہ نہیں ہے جس کے مطابق زمین کا بنانا ضروری ہو۔ یا اسی قطع وضع پر سب کو تیاری کرنی چاہیئے۔ بلکہ ایک عام اصول کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ تاکہ ہر ایک زمین خواہ وہ کسی جگہ واقع ہو۔ زیر کاشت آسکے۔ وہ عام اصول یہ ہے۔ کہ اگر بڑے بڑے کھیتوں میں ترکاریاں بونی ہوں۔ تو قطعات مربع بنانے چاہئیں۔ جن کے اردگرد ایک ڈنڈی ہو۔ اور چلنے پھرنے میں آسانی رہے اور یہ چھوٹی چھوٹی پگڈنڈیاں ایک بڑی ڈنڈی سے جاملیں جو وسط میں ہو۔ اگر نباتات باغیچوں میں بونی ہوں۔ تو مربع شکل کی یا گول کیاریاں بنانی چاہئیں جن کے گرداگرد روشیں ہوں۔ اور ان کے ساتھ ساتھ پانی کی چھوٹی چھوٹی نالیاں ہوں۔ ان نالیوں کو ذرا ڈھلوان رکھنے کا اول سے خیال رکھنا چاہیئے۔ تاکہ کنوئیں سے جو پانی چلے۔ وہ برابر تیزی سے چلا جائے۔ ان نالیوں کو کیاریوں میں داخل کرنے کے لئے روشوں کے نیچے سے

نکلنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ چکنی مٹی کوئی پکا ٹھیکرا وغیرہ
رکھ کر روشوں کے نیچے سے ان نالیوں کو نکالنا چاہئے
تاکہ مٹی نمدار ہوکر نالیوں کا راستہ نہ بند کردے۔ اگر
نباتات کی کیاریوں کے آس پاس دُور دُور فاصلے پر
چھوٹے چھوٹے میوہ دار درخت مثلاً نارنگیاں لیموں
وغیرہ لگا دیئے جاویں۔ تو چنداں حرج نہیں ہے۔ بلکہ
کسی قدر فائدہ ہے۔ مگر یہ درخت زیادہ نہیں ہونے
چاہئیں۔ ورنہ سایہ کے حصّہ سے نباتات کی نشوونما کو
گزند پہونچے گا۔ بہت کم ایسی نباتات ہیں۔ جو سایہ میں
پرورش پاسکتی ہیں۔ اور اچھی طرح سے سرسبز ہوسکتی ہیں۔
تخم پاشی کے پہلے جب زمین کو درست کرنے لگیں۔
تو اس کی حالت کو دیکھ لینا چاہئے۔ مثلاً موسم خشک ہے
اور زمین بھی عرصہ سے پانی نہ ملنے کے باعث بہت خشک
پڑی ہے۔ تو بہتر ہے۔ کہ اسی میں ہل چلانے یا پھاوڑہ
چلانے کے پہلے اسے پانی دیدیا جائے۔ اور جب پانی
جذب ہوجائے۔ تو ہل یا پھاوڑہ سے درست کریں اس
طرح سے علاوہ محنت کی بچت کے زمین اچھی ہوجاتی
ہے۔ اگر زمین بہت تر ہو۔ تو اسے ہل یا پھاوڑہ
سے اس وقت تک درست نہ کریں۔ جب تک کہ مٹی
بھربھری نہ ہوجائے۔ ورنہ گیلی مٹی کے ڈھیلے سے
بندھ جائیں گے۔ اور سوکھ کر اینٹیں اور روڑے بن
جائیں گے۔ ان کو توڑنے اور باریک کرنے میں دو چند
محنت درکار ہوگی۔ اور علاوہ ازیں زیادہ کھاد کی ضرورت ہوگی

کھادیں

کھادیں تین طرح کی ہوتی ہیں۔ معدنی۔ نباتاتی اور
حیوانی۔ اگر علم کیمیا نے زراعت کی رو سے دیکھا جائے۔
تو ترکیبی کھادوں کے اتنے اقسام ہوگئے ہیں۔ کہ یکایک
گنتی میں نہیں آتے۔ اور روز بروز جیسے جیسے تجربات
کی وسعت ہوتی جاتی ہے۔ کھادوں کے نئے نئے اقسام
ظاہر ہوتے جاتے ہیں۔ مختلف کاشت کے لئے مختلف
کھادیں استعمال کی جاتی ہیں۔ کھاد اس واسطے ڈالی
جاتی ہے۔ کہ مٹی میں معدنی۔ نباتاتی اور حیوانی اجزا مناسب
طور پر مل کر اسے تقویت دیں۔ اور پیداوار کو بڑھائیں
اور زمین میں جو کمزوری ہے۔ یا جن اجزا کی کمی ہے۔ اسے
پورا کریں۔ مگر بڑے بڑے تجربہ کاروں کی رائے ہے۔ کہ
ہندوستان کے ہر حصہ میں نباتات کی کاشت میں کھاد
ڈالنے کے لئے معمولی اور نہایت سستی کھادیں نہایت
مفید ہیں۔ اور کھاد مجموعی بہت بیش بہا کھاد ہے۔ جو
باآسانی ہر جگہ خاطر خواہ مل سکتی ہے۔ کھاد مجموعی اسے
کہتے ہیں۔ کہ جو مویشیوں کے باڑوں میں سے برآمد ہو۔ جس
میں لید۔ گوبر۔ پیشاب سڑا ہوا اور بھیگا ہوا بھوسہ۔ بچا
ہوا چارہ وغیرہ شامل ہوتا ہے۔ دوسرے بازار کا کوڑا کرکٹ
یا باورچی خانوں کے فضلات۔ گائے بھینس کا گوبر۔ بھیڑ
بکری کی مینگنیاں۔ کبوتروں۔ مرغیوں وغیرہ کی بیٹ۔ کم و بیش

شامل ہوتی ہے۔ اس کو کھاد مجموعی کہتے ہیں۔ اور یہ نباتات کے لئے بہت مفید ہے۔ مگر یاد رہے۔ کہ یہ کھاد عام نباتات کی کاشت کے لئے لکھا گیا ہے۔ کئی نباتات کی ایسی قسمیں بھی ہیں۔ جن کو خصوصیت کے ساتھ نفیس اور اعلےٰ درجہ کی نباتات پیدا کرنے کے لئے خاص خاص قسم کی معدنی کھادیں دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور یہ کھادیں فصل کی اقسام کو دیکھ کر ڈالی جاتی ہیں۔ کھاد مجموعی کو کھیتوں اور کیاریوں میں ڈالنے سے پہلے کسی جگہ ڈھیر لگوا کر کچھ عرصہ پڑا رہنے دیں۔ تاکہ خمیر اٹھ کر سب اجزا ایک جان ہو جاویں۔ اگر تازہ ڈالی جاوے گی۔ تو وہ مؤثر نہیں ہوگی۔ اور کئی مہینوں کے بعد کچھ زور دکھائے گی۔ مگر اس کے فضول پڑا رہنے سے نباتات کی فصل کو نقصان پہنچتا ہے۔ کیونکہ زمین سے اسے خوراک حاصل کرنے میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ دیمک اور کیڑے مکوڑوں کی ضرر رسانی کا احتمال رہتا ہے۔

ایک تجربہ کار صاحب نباتات کی کھاد بنانے اور اس کو استعمال کرنے کی نسبت یہ فرماتے ہیں۔ کہ سارے کھاد کو دھوپ میں خشک کرنے اور سڑانے کے یہ ترکیب بہت عمدہ ہے۔ کہ جب سبزی ترکاریوں کا موسم ختم ہو چکے۔ تو ان کے پتے پودے وغیرہ فی الفور مالی اسی کھیت میں جا بجا زمین کھود کھود کر دبا دیں۔ دوسری فصل بونے تک یہ کھیت ایک تو تیار ہو جائیگا۔ اور دوسرے زمین کا لگیا ہوا جزو اس طرح سے واپس آجائیگا۔ مگر منجھ صاحب

جن کی نباتات وغیرہ کی نسبت سند مانی جاتی ہے۔ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے خود یہ ترکیب کبھی نہیں آزمائی + کسی پتی کی عمر۔ کھاد بنانے کی ترکیب آسان ہے۔ کہ باغیچہ یا کھیت کے کسی گوشہ میں جہاں عوام کا گذر ہو ایک بڑا سا گڑھا کھدوا کر اس میں باغیچہ یا کھیت کی جھڑی ہوئی پتیاں اور نباتات کا بقیہ ڈلوا دیا جائے آموں کی فصل کے پہلے اور بعد میں خوب پت جھڑ ہوتا ہے۔ اور کئی بڑے بڑے درختوں کی پتیاں ہوا سے گر کر باغیچہ اور کھیتوں کو پر کر دیتی ہیں۔ ان کو اکٹھا کرا کے ان گڑھوں میں بھروا دیا جایا کرے۔ اور موسم گرما میں اگر اس گڑھے میں گر کر باغیچہ اور کھیتوں کو پر کر دیتی ہیں تو ان کو اکٹھا کرا کے ان گڑھوں میں بھروا دیا جایا کرے۔ اور موسم گرما میں اگر اس گڑھے میں دو چار مرتبہ پانی چھڑوا دیا جائے۔ تو بہت بہتر ہوگا۔ اگر ساتھ کے ساتھ ہلکی سی مٹی کی تہ بھی ڈلوائی جاوے۔ تو مناسب ہوگا۔ مثلاً پتوں کا ڈھیر گڑھے میں ڈلوایا۔ اور چند ٹوکریاں مٹی کی اوپر ڈلوا دیں۔ تاکہ غلاف سا ہو جاوے۔ پھر اس پر پتیاں ڈلوائیں۔ اور پھر مٹی سے ڈھکوا دیا۔ ڈیڑھ سال کے اندر یہ کھاد استعمال کے قابل ہو جاویگی۔ اور بہت کام دیگی۔ ممکن ہے۔ کہ اس قسم کی کھاد میں سے کچھ کیڑے مکوڑے نکلیں۔ لیکن بہت نہیں ہونگے۔ اور مالی کو چاہئے۔ کہ ٹوکریاں بھر بھر کر کیاریوں اور کھیتوں میں اسے ڈالنے سے پہلے ہاتھ سے

بھور لے - وہ کیڑے مکوڑے خود نکل کر بھاگ جائیں گے
یا کسی بڑے لوہے کے چھلنے میں ڈال کر چھان لے جو لھو پ
ٹی راکھ بھی خوب کھاد کا کام دیتی ہے - اگر اس کے ساتھ
راکھ بھی ملا دی جائے - جو کھیتوں کی ناکارہ نباتات کے
جلانے سے حاصل ہوتی ہے - تو بہت تیز ہو جائے
اور سریع التاثیر ثابت ہو سکتی ہے ÷

نباتات کے باغیچوں کو یا کھیتوں کو پانی سے سینچنا

پہاڑی علاقوں کو چھوڑ کر ہندوستان کے ہر حصہ میں
میدانوں میں نباتات کی کاشت کے لئے ٹھیک وقت
پر پانی دینا اشد ضروری ہے - یہاں سچ پوچھا جائے
تو نباتات کی جان پانی پر منحصر ہے - اگر وقت پر پانی
نہ ملے - تو جھٹ فصل کمھلا جاتی ہے - اور پودے اور
بیلیں ماری جاتی ہیں - پس کاشتکار کے لئے پانی کی
سب سے زیادہ خبر رکھنی لازم ہے - بالکل بارش کے
پانی کے سہارے ہندوستان میں نباتات کی کاشت نہیں
ہو سکتی - کیونکہ جب موقعہ اور حسب مرضی بارش نہیں
ہوتی - اس لئے باغیچوں اور کھیتوں کو پانی دینے کے
لئے طریق مروج ہیں - اور مقامی سہولیت کے لحاظ سے
ان سے کام لیا جاتا ہے - پنجاب میں نباتات کے کھیتوں

کو بالعموم رہٹ سے پانی دیا جاتا ہے۔ جسے معمولی بیلوں کی
جوڑی باآسانی کھینچ سکتی ہے۔ اور پانی لگاتار کافی مقدار سے
نکلتا رہتا ہے۔ مگر رہٹ کے لئے کنواں وسیع پختہ اور
گہرا ہونا ضروری ہے۔ اور ایسے کنوئیں کی تیاری پر معقول
لاگت آتی ہے۔ مگر اس میں شبہ نہیں۔ کہ یہ کام عرصہ تک
دیتا ہے۔ رہٹ کے سامان بھی زمینداروں کو کہیں باہر
سے نہیں لانے پڑتے۔ لکڑی گھر کی ہوتی ہے۔ یا
گاؤں میں سے کسی سے مول لے لی۔ ٹنڈ جس میں پانی
بھر بھر کر نکلتا ہے۔ گاؤں کا کمہار بنا دیتا ہے۔ گنے کی
پھچھوں سے رسیوں کا کام لے لیتے ہیں۔ اور اس طرح
سستا کام چلا جاتا ہے۔ بعض بعض جگہ چرسا اور
ڈھینکلی بھی چلتی ہے۔ اور باہر کھیتوں میں جہاں ندی نالے
پاس ہوتے ہیں۔ ٹوکریوں سے اونچ کر کھیتوں کیاریوں کو
سینچتے ہیں۔ چرسے سے پانی دینے میں بیلوں کو بڑی تکلیف
ہوتی ہے۔ اور یہ ایسی جگہ دیا جاتا ہے۔ جہاں پانی کنوئیں
میں بہت دور جاکر ہو۔ اور ساتھ ہی اس سے بڑے قطعہ
اراضی کو بہت جلد سیراب نہیں کرسکتے۔ ڈھینکلی سے پانی
نکالنے میں بڑی آسانی ہوتی ہے۔ اور یہ کچے کنوئیں میں
چل سکتی ہے۔ مگر اس سے نباتات کا تھوڑا قطعہ سیراب
ہوسکتا ہے۔ ڈھینکلی بنانے میں کچھ زیادہ لاگت نہیں آتی
صرف ایک گاؤدم لکڑی کا لمبا ٹکڑا لے کر اس کے پچھلے
سرے پر بہت سا اینٹ مٹی کا وزن رکھ دیتے ہیں۔ اور
اگلے سرے میں رسی باندھ کر ڈول لٹکا دیتے ہیں۔ اور

اس لکڑی کو دو لکڑی کے موٹے موٹے کھمبوں کے وسط میں رکھ کر وار پار سوراخ کر لیتے ہیں - اور بیچ میں ایک چھوٹا سا اور لکڑی کا ٹکڑا دیتے ہیں - جس کے سہارے پر قایم رہے - اور اس چھوٹے سے لکڑی کے ٹکڑے میں لکڑی یا لوہے کی میخیں گاڑ دیتے ہیں - تاکہ وسطی لکڑی اِدھر اُدھر نہ سرکے - نہروں کے راجباہوں سے بھی پانی دینے میں آسانی ہوتی ہے - بشرطیکہ زمین کو پانی موافق آوے - اور زیادہ محصول نہ دینا پڑے - اور آبپاشی رہے کھیتوں میں آسکیں شہروں قصبوں کی کھیتوں کے محکمہ آب رسانی سے بھی بعض بعض مقامات میں نباتات کو سیراب کرنے کے لئے پانی لیتے ہیں - مگر کسی قدر محصول زیادہ دینا پڑتا ہے - پانی دینے کے لئے یورپ میں طرح طرح کی کلیں اور پمپ ایجاد ہوئے ہیں - مگر وہ زیادہ قیمتی ہیں - اور ہمارے غریب زمیندار ابھی اس قدر صرفے کے متحمل نہیں ہوسکتے مگر ممالک مغربی و شمالی کے محکمہ زراعت نے جو چھوٹی پمپ (زنجیری نل) جاری کئے ہیں - وہ بہت ہلکے نہایت سستے اور بہت کارآمد ثابت ہوئے ہیں - جوہڑوں اور تالابوں سے پانی لینے کی سہل ترکیب ٹوکریوں کے ذریعہ سے - مضبوط بنی ہوئی ٹوکری کی دونوں طرف رسیاں باندھ کر دو آدمی آمنے سامنے کھڑے ہو جاتے ہیں - اور جھٹکے سے پانی میں ڈال کر اُسے بلندی پر اچھالتے جاتے ہیں ہمارا اصلی مطلب یہ ہے - کہ نباتات کو عین وقت پر پانی دینا مقدم ہے - یہ مقامی حالت اور کاشتکار کی مرضی پر

منحصر ہے۔ کہ کس طرح دے۔ ترکیبیں سب بتلا دی گئی ہیں *

نباتات کے بیج بونا

اگرچہ چند قسم کی ترکاریاں قلموں اور جڑوں سے بھی بوئی جاسکتی ہیں۔ مگر بالعموم ہر جگہ نباتات کی کاشت تخم سے ہوتی ہے۔ آگے چل کر ہم تفصیل وار ہر ایک ترکاری کا ذکر کرینگے اُس وقت ساتھ کے ساتھ پہاڑوں اور میدانوں میں اس کے بونے کا موسم بھی لکھتے جائیں گے۔ تخم بیج لینے میں کئی ضروری احتیاطیں مدنظر رکھنی چاہئیں۔ اوّل تخم حتی المقدور سالم۔ عمدہ اور پورے پکے ہوئے جمع کرنے چاہئیں۔ ورنہ فصل کے ناقص نکلنے کا احتمال ہے۔ پھر فصل کو بہت پہلے اس خیال سے نہ بونا چاہئے۔ کہ سب سے پہلے تیار ہو جائے گی۔ کیونکہ بعد میں جو نا کافی ہوتی ہے۔ اس کا ذائقہ بہت تلخ ہوتا ہے۔ مثلاً بعض اصحاب موسم سرما کی ترکاریوں کے بیج تخم فروشوں سے جولائی یا شروع اگست میں خرید لیتے ہیں۔ اور فی الفور اُنہیں بغیر موسم اور آب و ہوا کا خیال کئے بو دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ یا تو بیج پھوٹتے ہی نہیں۔ اگر پھوٹتے ہیں۔ تو پھوٹتے پھلتے نہیں۔ وہ ایسے صاحب بجائے اس کے کہ اپنے قصور کے معترف ہوں۔ بیجوں یا تخم فروشوں کو مطعون کرتے ہیں *

بیج بونے کے وقت یہ دیکھ لینا چاہئے۔ کہ آیا کیاریاں جیسا کہ چاہئے۔ درست ہو گئی ہیں یا نہیں۔ تخم خوب پکا پکایا ہے

یکساں ہو گئی ہے۔ سطح خشک تو نہیں ہے۔ اگر تر ہے۔ تو اتنا تو نہیں کہ مٹی کیچڑ جیسی ہو گئی ہو۔ بوتے وقت مٹی میں تری ضرور ہونی چاہیئے۔ مگر ایسی کہ جس سے مٹی بھربھری رہے۔ اور ہاتھ چپک نہ جائے۔ اگر بڑی ترکاریوں کے بیج مثلاً مٹر یا لوبئے وغیرہ کے بوتے ہیں۔ تو انہیں دو یا تین انچ کی گہرائی میں ڈالنے چاہئیں۔ چھوٹے بیجوں کو آدھ انچ یا ایک انچ کے عمق میں ڈالنا چاہیئے۔ مگر جو بیج بہت ہی چھوٹے ہوں۔ اُن کو چھڑکوا ڈالیں۔ اور اوپر سے مٹی بکھیر دیں۔ بیج بونے کے بعد وقت پر پانی دینے کا خیال رکھنا چاہیئے۔ ورنہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ اگر زمین اور ہوا مرطوب ہو۔ تو جب تک بیج پھوٹ آویں۔ اُس وقت تک پانی دینے کی ضرورت نہیں۔ اگر زمین اور موسم خشک ہے تو بیج بوتے ہی پانی دینا چاہیئے۔ اور پھر حسب ضرورت پانی دیتے رہیں۔

آج کل وہ کمپنیاں جو پھولوں اور ترکاریوں کے بیج فروخت کرتی ہیں۔ بیجوں کے ہمراہ ہدایات کا پرچہ بھی بھیجتی ہیں۔ اُن پر بھی غور کرنا واجب ہے۔ کیونکہ بعض اقسام کے بیجوں کو رفیق کھادوں اور پانی میں بھگو کر بونا پڑتا ہے۔ ورنہ وہ خاطر خواہ نشو و نما نہیں ہونے

———

بیجوں کی داشت

ہمارے ہاں بیجوں کو جس طرح رکھتے ہیں۔ وہ طریقہ بہت ناقص ہے۔ اس طرق سے تخم کی قوت نتیجہ بہت کم ہو جاتی ہے۔ اور وہ جوہر مارا جاتا ہے۔ جو قدرتاً اس میں ہوتا ہے۔ شہروں اور قصبوں میں تخم فروش میلے اور آدھے پائے اور گرد و غبار چڑھے ہوئے بیجوں کو کھلے ٹوکروں میں ڈال کر عام سبزی فروشوں کی طرح چن دیتے ہیں اور کتنی کئی دنوں بلکہ مہینوں تک اسی حالت میں رکھتے ہیں۔ گرمی۔ سردی برسات کے موسمی تغیر و تبدلات کا انہیں مطلق خیال نہیں۔ مگر انگریز اس بات کا بڑا خیال کرتے ہیں۔ اور اُن کی حفاظت کو مقدم سمجھتے ہیں جہاں سے تخم منگوائے جاتے ہیں۔ وہاں سے کاغذ کی کئی کئی تہوں میں لپٹے جاتے ہیں۔ بکس نہایت احتیاط سے بند کیا جاتا ہے۔ تاکہ ہوا کا نام اندر نہ جا سکے۔ اور موسمی تغیرات سے محفوظ رہیں۔ جب بونے کے لئے کھولے جاتے ہیں۔ تو فی الفور بو دیئے جاتے ہیں۔ یہ نہیں کہ کھلے پڑے رہیں۔ ایکدفعہ جس بکس میں سے نکالے جاتے ہیں۔ پھر اُس میں نہیں رکھے جاتے۔ کیونکہ ہوا اور نمی پہنچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اگر بچ رہیں۔ تو بوتلوں میں بھر کر کاک کس کر لگا دیا جاتا ہے۔ اس دقت کو رفع کرنے کے لئے اب تخم فروش کمپنیوں نے پیچدار بکس تیار کرائے ہیں۔ تاکہ

حسب ضرورت بیج نکال لیں۔ اور پھر پیچ سے بند کر دیں۔ مگر بہت سے انگریز اسے بھی قابل اطمینان نہیں سمجھتے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ ممکن ہے۔ کہ بکس کا پیچ ڈھیلا ہو۔ اور ہوا اور پیپل کی رمق اندر جا سکے ؛

ہندوستان میں بھی کوہ منصوری وغیرہ پر تخم فروش کمپنیاں ہیں۔ جن کے بڑے بڑے کارخانہ ہیں۔ اُن کے دنیا کے ہر حصہ میں گماشتے موجود رہتے ہیں۔ جو ہر قسم کے تخم جمع کرتے رہتے ہیں۔ اور عمدہ سے عمدہ بیج انتخاب کئے جاتے ہیں ؛

سہارنپور اور لاہور کے سرکاری باغیچوں سے بھی بیج منگوا سکتے ہیں۔ صرف درخواست بنام سپرنٹنڈنٹ بیسے بنکل گارڈن بھیجنے کی تکلیف گوارا کرنی پڑتی ہے۔ مقام اوٹکمنڈ (مدراس) سے بھی عمدہ قسم کی نباتات کے بیج آ سکتے ہیں۔ جو نیل گری پربت کی چوٹیوں اور دیگر مقامات میں تیار کئے جاتے ہیں۔ کوہ منصوری سے بھی اچھی قسم کے تخم منگوا سکتے ہیں۔ پہلے ان کی فہرست منگوا کر ملاحظہ کیجئے۔ پھر حسب پسند منگوا لیجئے۔ اور کئی پنجابی تخم فروشوں نے بھی جابجا اپنے کارخانے کھول لئے ہیں۔ جو معقول طریقے پر قائم ہیں۔ اُن سے بھی حسب اطمینان بیج خرید سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں یورپ کے ہر ملک میں تخم فروش کمپنیاں موجود ہیں۔ حسب ضرورت وہاں سے بھی منگوا سکتے ہیں ؛

بیجوں کا جمع کرنا

یہ ضروری نہیں ہے ۔ کہ ہر مرتبہ کاشت کے لئے تخم فروشوں یا تخم فروش کمپنیوں اور سرکاری باغیچوں سے بیج منگوائے جاویں ۔ بہت سی سبز ترکاریوں کے بیج موسم کے آخیر پر اپنے باغیچوں اور کھیتوں سے حاصل کر سکتے ہیں ۔ لیکن متعلقہ مالی کو تاکید کی جائے ۔ کہ وہ احتیاط سے کاٹے جن پودوں سے بیج حاصل کرنے مطلوب ہوں ۔ اُن کو علیحدہ رکھ لو ۔ اور پودوں کو صاف کر دو ۔ اُن کی خاطر انہیں باغیچوں یا کھیتوں سے پاک کرنے میں تامل نہیں ہونا چاہئے ۔ بیج والے پودوں کی شب و روز احتیاط رکھنی چاہئے ۔ کہ اُن کو کسی قسم کا کیڑا نہ لگے ۔ وقت پر پانی ملتا رہے ۔ تاکہ ایسا نہ ہو کہ وہ قبل از وقت خشک ہو جائیں ۔ تیز آندھیوں سے انہیں بچایا جائے ۔ تاکہ یہ ہوا کے جھونکوں سے گر نہ پڑیں ۔ یا موسلا دھار پانی سے ٹوٹ نہ جائیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

یہ کہا گیا ہے ۔ کہ جو نباتات اور پودے متواتر بیجوں سے ہی پیدا کئے جاتے ہیں ۔ وہ تیسری چوتھی نسل میں کمزور ہونے لگتے ہیں ۔ اور اُن کی خاصیت میں بھی فرق آ جاتا ہے ۔ ایسی حالت میں یا تو بیج باہر سے نئے اور تازہ منگوا کر بو دیں ۔ یا قلموں اور جڑوں سے کاشت کریں ۔ یہ تجربہ میں آیا ہے ۔ کہ کریلے کے پودے باغیچہ میں لگانے

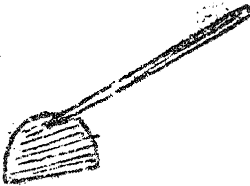
کرئے - اُن کے بیج رکھ چھوڑے - اور پھر دوسری فصل میں لگائے - اسی طرح سے اس فصل کے بیج اگلی فصل میں بوئے - تو معلوم ہوا - کہ وہ بہار نہیں رہی - اور کریلے ایسے بڑے اور لذیذ پیدا نہیں ہوئے - جیسے پہلے اور دوسری مرتبہ تھے - گاجریں اگر اسی طرح دوتین مرتبہ بوئی جاویں تو خراب ہونے لگتی ہیں - پس جب ایسے آثار معلوم ہوں - تو فوراً بیج باہر سے عمدہ منگواکر بونے چاہئیں اور اپنے باغیچوں سے جو بیج جمع کئے جاویں - اُن کو خوب سکھاکر اور بوتلوں کو اچھی طرح سے خشک کرکے اُن میں بھریں - اور اوپر سے کاک خوب کس کر لگادیں - تاکہ ہوا اور نمی کو کسی صورت میں گذر نہ ہو - اور یہ بوتلیں خشک اور محفوظ جگہ پر رکھی جاویں +

آلات

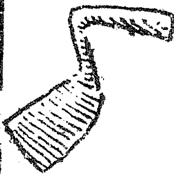
اگرچہ باغبانی کے آلات کی باتصویر فہرست بہت لمبی چوڑی ہے - مگر اُسے ہم پھل اور پھولوں کے باغات کی کتاب میں درج کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں - نباتات کی کاشت کے لئے چند مختصر آلات کافی ہیں - جن کو ہم ذیل میں درج کرتے ہیں - اور جو ہر جگہ باسانی مہیا ہو سکتے ہیں -

ا

پھاوڑہ - پھاوڑے کی خوبی یہ ہے - کہ اس کا دستہ لمبا اچھا ہو - کہ کاشتکار کے ہاتھ میں بخوبی کام کر سکے

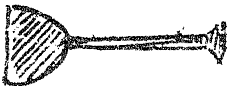


اور کھرُلا نہ ہو۔ اس کے لوہے کا پترا اچھا ہو۔ تاکہ حسب ضرورت تیز ہو سکے۔ اور اتنا چوڑا ہو کہ اُس سے مٹی زیادہ آ سکے پھاوڑے پانچ چھ ہونے چاہئیں۔ کوئی بڑا ہو۔ کوئی درمیانہ۔ کوئی چھوٹا ہو۔ تاکہ حسب موقع کام لیا جا سکے۔



(۲) **رمبی** اور رمبا۔ رمبی اور رمبے سے کاشتکار کو بہت کام پڑتا ہے۔ زمین کو بیج بونے کے لئے اسی سے گہرا کھود دیتے ہیں اور بھی درختوں کو جڑ سے اُکھاڑتے ہیں یہ آلات عمدہ کام دیتے ہیں۔

(۳) **کھرپی** اور کھرپا۔ سب سے زیادہ کاشتکار نباتات کی کاشت میں کھرپی اور کھرپے سے کام لیتا ہے بلکہ یوں کہنا چاہئیے کہ اُس کے ہر وقت یہ ہاتھ میں رہتے ہیں۔



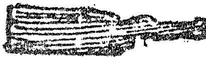
وہ انہیں سے پانی کاٹتا اور موڑتا ہے انہیں سے ناکارہ گھاسیں صاف کرتا ہے۔ انہیں سے روشیں اور کیاریاں بناتا ہے۔ اور انہیں سے زمین گوڑتا ہے۔

(۴) **لوہے کی میخیں**۔ کیاریوں اور روشوں کو درستی سے بنانے میں اکثر سروں پر میخیں لگا لی

پڑتی ہیں - تاکہ کیاریاں اور روشیں سیدھی رہیں - اور پیمانہ ٹھیک رہے ؛



(۵) درانتی - درانتی سے جھاڑیاں دور کرنے اور اونچے پودے اور بیلوں کو کاٹ کر نکالنے میں بڑی مدد ملتی ہے - اس کے دندانے تیز ہونے چاہئیں ؛



(۶) لکڑی کی تھاپکی - لکڑی کو علاوہ روشیں کوٹنے کے بسا اوقات کیاریوں کی قطاروں کے درست کرنے میں مدد لیتے ہیں ؛

(۷) چوبی پھاوڑی - چوبی پھاوڑی بھی بہت کام دیتی ہے - کیاریوں میں کھاد کی ٹوکریاں ڈال کر اس سے پھیلاتے ہیں - اور قطاروں کے بنانے میں بھی کسی قدر اس سے امداد لیتے ہیں ؛

ان آلات کے علاوہ ٹوکریاں چھٹائیاں - بانس وغیرہ بہت کام کی چیزیں ہیں مٹی اٹھانے پنیری اور نازک پودوں کو دھوپ سے بچانے کے لئے ان سے کام لینا پڑتا ہے ؛

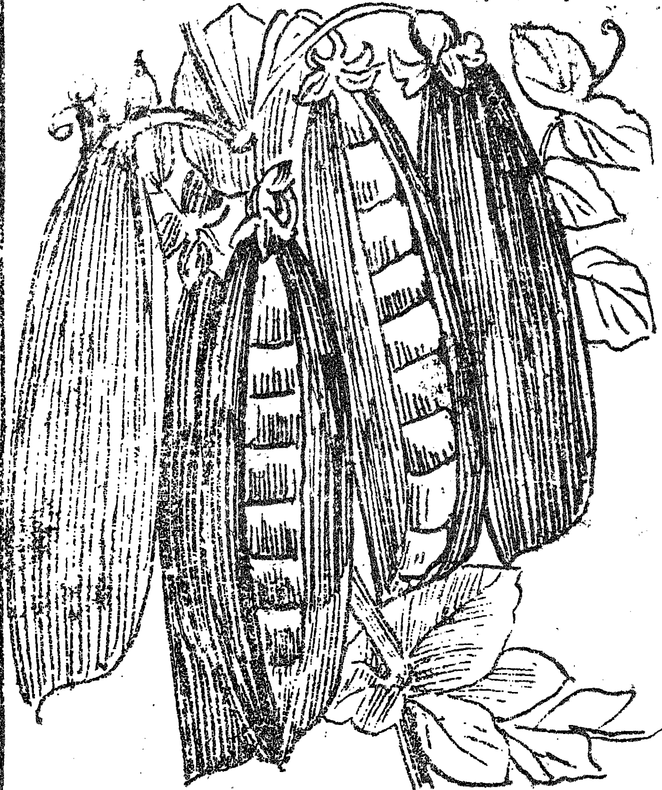
موسم سرما کی سبز ترکاریاں

مٹر

موسم سرما کی سبز ترکاریوں میں مٹر کا دم غنیمت ہے
فرنگی اور ہندوستانی دونوں اسے نہایت شوق سے کھاتے
ہیں۔ فرنگیوں کا اسے کھانے کا طریقہ سادہ اور ہندوستانیوں
سے بالکل نرالا ہے۔ ہندوستانی اسے کچّی بھی کھاتے ہیں
اور شوربا دار بنا کر بھی کھاتے ہیں۔ چاولوں میں ڈال
کر تاہری کے طور پر بھی کھاتے ہیں۔ آخری بہار میں بھنوا
کر بھی کھاتے ہیں۔ غرضیکہ مٹر کی تمام سردیوں میں بہت
چاہ رہتی ہے۔ پہلے پہل جب یہ چلتی ہے۔ تو بازاروں
میں بہت گراں بکتی ہے۔ جوں جوں زیادہ آنے لگتی
ہے۔ ویسے ہی سستی ہوتی جاتی ہے۔ آخیر موسم میں آ
کر تین چار پیسے سیر منڈی بکتی ہے۔ کچی کھاؤ تو بھی بہت
اچھی معلوم ہوتی ہے۔ اگر ترکاری کے طور پر کھاؤ۔ تو بھی
بہت لذیذ ہوتی ہے۔

اس کا پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا ایک مرتبہ پھولتا پھلتا
ہے۔ جب پھلیاں آ چکیں۔ اور موسم خاتمہ پر آیا۔ تو
اس کے پودے خود بخود مرجھانے اور سوکھنے لگ جاتے
ہیں۔ اس پودے کی نسبت عالمان علم نباتات کا خیال ہے

کہ یہ جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا کا متوطن ہے - خواہ



کہیں کا اُسے متوطن فرض کر لیا جائے ہندوستان میں ہر جگہ میدانوں اور پہاڑوں پر پایا جاتا ہے - اور بونے سے اُگتا ہے - اور پھلیاں دیتا ہے - سچ تو یہ ہے کہ ان دنوں اہل یورپ جس بات کے درپے ہو جاتے - اُسے پورا کر کے چھوڑتے ہیں - اور کمال تک پہونچائے بغیر چین نہیں

لیئے۔ اسی مٹر کے پودے کی اتنی اقسام کر دی ہیں۔ کہ انسان
گنتے گنتے تھک جاتا ہے۔ تاہم بھی عجیب عجیب دلپسند رکھ
لیئے ہیں۔ مٹر کی اصلیت میں ان اقسام سے فرق نہیں
آیا۔ البتہ دانہ یا پھلی کا چھوٹا بڑا ہونا۔ پودے کی درازی
اور کوتاہی دانہ کی چمک رنگ مٹھاس اور ذائقہ پتوں اور
پھولوں کی شکل اور سختی و نرمی میں ضرور فرق پڑ جاتا
ہے۔ یہ فرق آب و ہوا تاثیر زمین۔ تخم کی خاصیت۔ غور و
پرداخت کھاد وغیرہ کے باعث ہو جاتا ہے۔

یورپ میں کسان مٹر بطور اناج کے کھیتوں میں بوتے
ہیں۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ وہ بھی مٹر کی ایک قسم ہے
مگر کرخت اور ادنے درجہ کی قسموں میں سے ایک ہے
وہ مٹر جو بطور ترکاریوں کے استعمال کیئے جاتے ہیں
وہ نازک نفیس اور اعلے قسموں میں سے ہوتے ہیں۔ جن
کی رات دن غور و پرداخت اور حفاظت کرنی پڑتی ہے
انگریز اپنی کوٹھیوں کے باغیچوں میں مٹر کو بہت شوق سے
بوتے ہیں۔ اور بیجوں کو بہت مشہور اور معتبر تخم فروش
کارخانجات سے منگواتے ہیں۔ تخم فروش کمپنیوں کے اشتہارات
کی کتابوں میں ترکاریوں میں مٹر کا بہت مذکور ہوتا ہے۔
ہر ایک قسم کی تصویر دی جاتی ہے۔ اور کیفیت مختصر طور
پر بیان کی جاتی ہے۔ قیمت بھی ساتھ میں درج ہوتی
ہے۔ ان کو دیکھ کر بیج منگوائے جاتے ہیں۔ مگر ہم اس
موقعہ پر یہ ظاہر کر دینا مناسب سمجھتے ہیں۔ کہ مٹر ان
پودوں میں سے ہے۔ جو لگاتار اور نسلاً بعد نسل ایک ہی

پودے کے بیجوں سے کاشت ہونے سے سالہا سال تک
اپنی خوبی اور عمدہ صفات میں فرق نہیں لاتا۔ پس کچھ
ضروری نہیں ہے۔ کہ ہر سال تازہ بیج منگوا کر دام کھوئے
جاویں۔ ایک دفعہ عمدہ اور تازہ بیج منگوا لیئے۔ اور فصل
کے آخر میں دو ایک پودے بیجوں کے لئے چھوڑ دیئے
اُن سے بیج حاصل کر کے نہایت احتیاط سے بوتلوں میں
بھر کر اور خوب مضبوطی سے کاگ لگا کر خشک جگہ میں یا
کسی صندوق میں رکھ دینے چاہئیں۔ دوسرے سال ان
کو بو سکتے ہیں۔ اور مٹر کے خواص میں کچھ فرق نہیں آئیگا
اسی طرح کئی سالوں تک گھر کے پودوں سے بیج حاصل کر کے
کام چلا سکتے ہیں۔ مگر یہ احتیاط رہے۔ کہ بیج عمدہ پھولوں
کے پیدا شدہ ہوں۔ گرے پڑے اُٹھا لیئے۔ اور بے احتیاطی سے رکھے ہوئے
اس کتاب کے پہلے باب میں جو ترکیب ہم نے بیجوں کے
حاصل کرنے اور اُن کی داشت کے متعلق لکھی ہے۔
اس پر پورا عمل کرنا چاہئے۔

زیادہ عمدہ قسم کے مٹر مثلاً۔ اولی بیرڈ۔ ڈسے نیل
اور وہ کے اولی میرے نمبل ٹیلر وغیرہ دو یا تین فیٹ سے اونچے
نہیں جاتے۔ نہ انہیں ٹھیک لگانے کی ضرورت ہوتی ہے
بونے سے چھ ہفتے بعد اُن سے پھلیاں اُترنے لگتی ہیں
اُن میں خوبی صرف یہ ہے۔ کہ اُن کی فصل بہت جلد تیار
ہو جاتی ہے۔ ورنہ اُن سے پھلیاں بہت کم اُترتی ہیں
پھلیوں میں دانے کم ہوتے ہیں۔ اور ذائقہ میں بہت اچھے

نہیں ہوتے ۔ بنگالہ میں ایک قسم کا سفیدی مائل مٹر
بویا جاتا ہے ۔ جسے کلکتہ کے نواح میں چھوٹا مٹر
کہتے ہیں ۔ چونکہ یہ بھی بہت جلد تیار ہو جاتا ہے ۔ اس
لئے سب سے پہلے بازاروں میں آجاتا ہے ۔ اور بکنے لگتا
ہے ۔ مگر باغیچوں میں بونے کے قابل نہیں ہے ۔ کیونکہ
اس کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا ۔

عمدہ اقسام کے مٹر یہ ہیں ۔ ہیروئنس ۔ پرشین بلیو ۔ بڈفس
امپیریل ۔ امریکن ونڈر ۔ ٹکٹلی الس لش جمس ۔ آجے ڈالر
وغیرہ وغیرہ ۔ یہ تمام انگریزی ہیں ۔ اور بلحاظ صفات رکھے گئے
ہیں ۔ ورنہ عام طور پر انہیں مٹر کہہ سکتے ہیں ۔ ان کے پودے
خاصے اونچے ہوتے ہیں ۔ خوب پھیلتے اور پھولتے ہیں ۔
پھلیاں بڑی بڑی اور دانوں سے بھری ہوئی نکلتی ہیں ذائقہ
نہایت عمدہ اور نفیس ہوتا ہے ۔

شمالی ہند میں مٹر جس جگہ چاہیں ۔ بلا مزید تردد بو سکتے
ہیں ۔ اس کے بونے کے لئے کسی خاص زمین کی تلاش
نہیں کرنی پڑتی ۔ البتہ ایسی زمین جس میں سے لگاتار فصلیں
لی گئی ہوں ۔ اور اسے کھاد وغیرہ کی شکل میں کچھ خوراک نہ
دی گئی ہو ۔ اسے اعتدال سے زیادہ کاشت کر کے کمزور کر دیا
ہو ۔ مٹر کی فصل خاطر خواہ نہیں ہوگی ۔ ورنہ اور تمام معمولی
باغیچوں کی زمین میں مٹر عمدہ طرح سے پیدا ہوتا ہے ۔ اور
کچھ زیادہ کھاد دینے کی بھی چنداں ضرورت نہیں ہے ۔ ایسی
زمین جو سخت ڈھیلوں والی اور بیٹھی ہوئی نہ ہو ۔ اور جس
میں چکنی مٹی اور ریت کا جزو موزون ہو ۔ مٹر کی فصل کے

لئے بہترین خیال کی گئی ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ مٹر ایسی کیاریوں میں بونے چاہئیں۔ جن میں حال ہی میں کھاد ڈالی گئی ہو۔ بلکہ ایسی جگہ بونے چاہئیں جہاں کھاد ڈالے کچھ عرصہ ہوگیا ہو۔ مگر کئی اور تجربہ کار لکھتے ہیں۔ کہ یہ بات ضروری نہیں ہے۔ کھاد عمدہ سڑی ہوئی اور تخمیر شدہ ہونی چاہیئے۔ پھر کچھ مضائقہ نہیں۔ خواہ فوراً ڈالکر فصل بوئی جائے۔ کچھ ہرج نہیں ہوگا۔ ایک ہی بات ہے خواہ اسی کھیت میں ڈال کر سڑی گلائی یا علیحدہ کسی جگہ رکھا دو۔ مٹر کی فصل بونے کے پہلے ڈالنی چاہیئے۔ وہ از قسم کھاد مجموعہ ہونی چاہئے۔ اگر اس میں ہڈیوں کا چورہ لکڑی کی راکھ اور اپلوں کی راکھ کا کسی قدر جزو ہو۔ تو بہت بہتر ہے۔

جس میں مٹر بونے ہوں۔ اُسے برسات کے خاتمہ کے قریب خوب گہرا کھدوا دینا چاہئے۔ اگر برسات کا چھینٹا پڑ جائے تو اُس کے ڈھیلے خود بخود درست ہو جائیں گے۔ ورنہ توڑ ڈالنے چاہئیں۔ پھر کھاد ڈلوا کر تمام مٹی کو اوپر نیچے کر کے ایک جان کرا دینا چاہئے۔ پھر کیاریاں بنا کر اُن کے اندر شمالاً جنوباً قطاریں بنانا چاہئے۔ ہر ایک قطار کا آپس میں قریب تین فیٹ کے فاصلہ رہے (اگر پودے زیادہ اونچے جانے والے اور پھیلنے والے ہوں۔ تو فاصلہ ایک یا ڈیڑھ فیٹ اور بڑھا دینا مناسب ہے) یہ قطاریں ۲ سے ۳ انچ گہری ہوں۔ ڈاکٹر بے تک صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگر بیج کو زمین میں ۲ یا ۳ انچ گہرا بویا جائے۔ تو پودے

بہت عمدگی سے بڑھتے اور پھیلتے ہیں - مٹر کے پودے کی جڑیں زمین میں ادھر اُدھر نہیں جاتیں - بلکہ سیدھی زمین کے اندر دھنستی ہیں - چونکہ مٹی ابتدا میں گہری کھود کر ملائم کر دی جاتی ہے - اس لئے انہیں رکاوٹ پیش نہیں آتی - جن زمینوں کی سب سے پہلے گہرائی کھدائی ہوتی ہے - وہاں عمدہ فصل کی امید نہیں ہو سکتی - گہرائی کھدائی سے مراد سطح زمین سے دو ڈھائی فٹ عمق ہے -

میدانوں میں بیج بونے کا موسم اکتوبر کے شروع سے نومبر کے وسط تک رہتا ہے - اور پہاڑوں میں ماہ مارچ کے شروع سے مئی کے اخیر تک بوتے وقت زمین میں نمی رہے - مگر ایسی تر نہ ہو - کہ کیچڑ ہو یا مٹی ہاتھ میں چپک جائے تو ہو مگر بھربھری ہو - کھیتوں میں تخم مٹر ایک انچ کے فاصلہ پر انگلی سے ۲ یا تین انچ گہرا سوراخ کر کے بونے چاہئیں - اور سوراخ کر نے ہاتھوں مٹی سے بھر دینا چاہئے - اگر بوتے وقت زمین کافی مرطوب ہے - تو اس وقت تک پانی نہیں دینا چاہئے - جب تک کہ بیج نہ پھوٹ آویں - اور اگر زمین خشک ہے - تو تخم بونے ہی خوب پانی دینا چاہئے - چونکہ بیجوں کو کیاریوں سے اکثر پرندے گلہریاں - جنگلی چوہے اور بہت سے جانور کھود کر خت کر جاتے ہیں - اس لئے نگہبانی کے لئے لڑکے مقرر کر دینے چاہئیں - جب تک بیج پھوٹ کر زمین سے سر نہ نکالیں - نگہداشت کم نہیں کرنی چاہئے

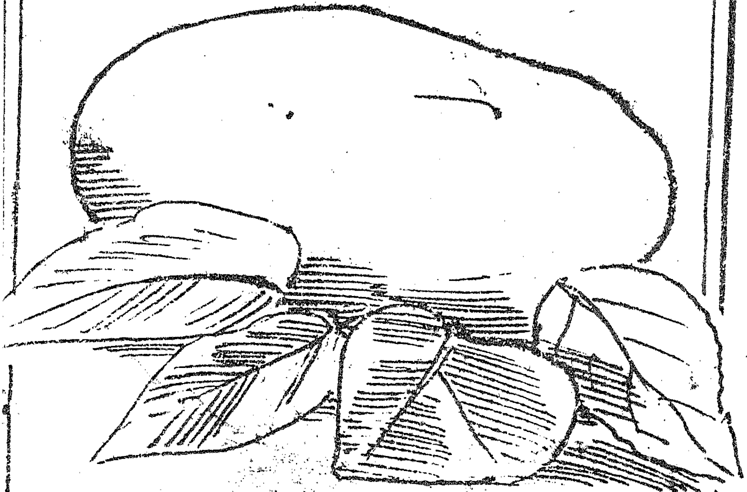
دوسری ترکیب بیجوں کو جانوروں سے بچانے کی یہ ہے کہ ان کو بونے سے پہلے ایک ایسے کپڑے میں ڈال کر خوب ہلا لیا جائے۔ جو میٹھے تیل سے تر ہو۔ اور اگر مہیا ہو سکے تو میٹھے تیل کے کپڑے میں ہلا کر تھوڑے سے سیندور کو دوسرے خشک کپڑے پر ڈال کر اس میں بیجوں کو ہلا لیا جائے۔ اگر سیندور نہ مل سکے۔ تو ایک ہی دفعہ میٹھے تیل کے کپڑے میں ہلانا کافی ہے*

جب پودے تین چار انچ اونچے ہو جائیں۔ تو کیاریوں سے نہایت احتیاط سے ناکارہ گھاسیں اکھاڑیں۔ اور جہاں پر نظر پڑے۔ وہیں نوچ کر پھینکدی جاویں۔ نیز اس موقعہ پر گڑائی کرنی چاہیئے۔ گڑائی گہری بہتر ہے۔ مگر یہ خیال رہے۔ کہ جڑوں کو نقصان نہ پہونچے۔ پودوں کی جڑوں پر تھوڑی تھوڑی مٹی چڑھادیں۔ تاکہ انہیں تقویت ملے۔ اس وقت پودوں کے لیئے جابجا ٹہنیں گاڑنی چاہئیں۔ مثلاً پتلی پتلی درختوں کی چھڑیاں یا بانس کاٹ کر ٹکڑے گاڑنے چاہئیں۔ تاکہ پودے ان پر سر ٹکا کر آرام سے رہیں۔ مٹر کی ملائم شاخیں ایک دوسرے پودے سے مل جائیں گی۔ اور سایہ دار منڈھپ سا بن جائیگا اس قسم کے سایہ سے پودوں کو فائدہ پہونچتا ہے۔ مٹر کو اس قدر پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جس قدر بعض اور نباتات کو۔ اگر موسم خشک ہے۔ تو آٹھویں دن دیا جائے۔ اور جب پھلیاں بننے لگیں۔ تو ہفتہ میں دو مرتبہ جب پھلیاں نمودار ہونے لگتی ہیں۔ تو پھر چھوٹے چھوٹے پرند ان کے

گرد رہتے ہیں۔ پس سب سے عمدہ اور بہتر ترکیب یہ ہے کہ دن میں لڑکے حفاظت کریں۔ اور رات کو کھٹ کھٹا باندھ کر ہلایا جاوے۔ جب پھلیوں میں خوب دانے بھر جاویں۔ تو ہاتھ سے توڑنے کی بجائے ایک اوسط درجہ کی قینچی استعمال کرنی چاہئے۔ اس طرح سے پودے کو کم ایذا پہونچتی ہے۔ ہاتھ سے توڑنے میں جھٹکا لگتا ہے۔ اور کئی ملائم کونپلیں ٹوٹ جاتی ہیں +

آلو

سبز ترکاریوں میں آلو اس وجہ سے ہر دلعزیز ہیں۔ کہ یہ بارہ مہینے ساتھ دیتے ہیں۔



بازاروں میں جن دنوں سبز ترکاریوں کا توڑا پڑ جاتا ہے۔ تو
انہیں پر زیادہ زور ہوتا ہے۔ سخت بارشوں میں جبکہ باہر
سے ترکاریاں آنی بند ہو جاتی ہیں۔ آلو ہر وقت مل سکتے
ہیں۔ وقت بیوقت جب چاہو۔ ان کو بنا لو۔ ہر جگہ بہ کم و
بیش مل جاتے ہیں۔ انگریز انہیں بہت شوق سے کھاتے
ہیں۔ گورہ پلٹن کو یہ بطور روز مرہ کی خوراک کے دیئے
جاتے ہیں۔ ہندوستانی اس سے انواع و اقسام کی چیزیں
تیار کرتے ہیں۔ شوربہ دار بھی بناتے ہیں۔ خشک بھی بناتے
ہیں۔ ابال کر خوانچہ والے اس کی چاٹ بناتے ہیں۔ بہت
سے لوگ صرف اسے آگ سے بھون کر کھا جاتے ہیں
اس کی چپڑیاں بنتی ہیں۔ اور کچوریوں میں بھی بطور پیٹھی کے
بھرے جاتے ہیں۔ چاولوں میں ڈال کر ان کا پلاؤ بنایا جاتا
ہے۔ رائتہ بنتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ جس سے اتنے کام
لئے جاتے ہیں۔ اس کی قدر بہر صورت واجبی ہے۔
یورپ کے ایک بڑے حصہ میں آلو بطور اناج کے بوئے
جاتے ہیں۔ بہت سے لوگ اسے روٹی کی جگہ کھاتے ہیں۔
جب اس کی فصل میں ذرا نقص آجاتا ہے۔ تو چاروں طرف
تشویش پیدا ہو جاتی ہے۔ روز مرہ اس کو بڑے سے بڑا
اور عمدہ سے عمدہ پیدا کرنے کے لئے تجربات ہوتے رہتے
ہیں۔ کتابیں اور رسالہ جات لکھے جاتے ہیں۔ اور آج تک
وہاں آلو کی بلحاظ خاصیت بے شمار قسمیں ہیں۔ مگر ہمارے
ہندوستان میں گو مختلف حصوں میں آلو کی چند قسمیں پائی
جاتی ہیں۔ مگر عام اور مشہور دو ہیں۔ ایک دیسی۔ دو پہاڑی

پہاڑی - دیسی آلو کسی قدر ملائم ہوتے ہیں - اور ان کا چھلکا کاغذی اور سرخی مائل سفید ہوتا ہے - اور پہاڑی سخت اور بڑے ڈھنگے ہوتے ہیں - اور ان کا چھلکا کسی قدر سخت ہوتا ہے - جب دیسی آلو ختم ہو جاتے ہیں - تو پہاڑی چل پڑتے ہیں - اور جب پہاڑی ختم ہو جاتے ہیں - تو دیسی - اس طرح سے آلو بارہ مہینے مل سکتے ہیں - گو آج کل بعض کنجڑے دیسی آلوؤں کو بھی دبا کر رکھنے لگے ہیں - مگر یہ جلد خراب ہو جاتے ہیں - اور پہاڑی آلو بہت دیر تک جوں کے توں رہتے ہیں

یہ پودا گانٹھ دار جڑوں والا کہلاتا ہے - اور عالمان علم نباتات اس کا اصلی وطن چلی اور پیرو کے بلند مقامات بتلاتے ہیں - آلو کی کاشت میدانوں میں ستمبر کے وسط سے دسمبر کے وسط تک ہو سکتی ہے - اور پہاڑوں میں فروری کے آخر حصہ سے اپریل کے وسط تک اس کی کاشت کے لئے زمین کے کھلے قطعات درکار ہیں - اور ایسی زمین اس کے لئے بہت موزوں ہے جس میں ریت اور چکنی مٹی کا جزو خاطر خواہ ہو - اور اس میں پانی عرصہ تک نہ ٹھہر سکے - اور آلو کی کاشت کے لئے سب سے بڑی بات جاننے کے قابل یہ ہے کہ اسے ایک ہی زمین میں لگاتار نہ بویا جائے - مراد یہ ہے کہ اگر ممکن ہو سکے - تو جس قطعہ اراضی میں ایک سال آلو کی فصل بوئی جائے - دوسرے سال اس میں کچھ اور بویا جائے - ورنہ دوسرے تیسرے سال بالضرور زمین کو بدل دینا چاہئے - اس سے پیداوار بہت زیادہ اور بہت عمدہ ہوتی ہے - پہاڑوں میں سے چنداں کھاد کی زیادہ ضرورت

نہیں ہوتی - البتہ میدانوں میں اسے خوب تخمیر شدہ کھاد مجموعہ دینی چاہئے - میدانوں میں خواہ زمین کیسی ہی اچھی ہو کھاد مجموعہ دینے کی نہایت ضرورت تجربہ نے ثابت کر دی ہے۔

ہندوستان میں بالعموم آلو کے ٹکڑے کاٹ کر بوئے جاتے ہیں - اگر آلو پہاڑوں یا ولایت سے منگوا کر بونے مطلوب ہوں - تو انہیں نومبر کے وسط سے دسمبر کے وسط تک بونا چاہئے - آلو بونے کے لئے تجربہ کار مختلف طریقے بیان کرتے ہیں - بعض کہتے ہیں - کہ بڑے آلو کے کئی ٹکڑے کرنے چاہئیں - مگر خیال رہے - کہ ہر ایک ٹکڑے میں دو دو آنکھیں ضرور رہیں (آنکھوں سے مراد آلو کا وہ نشیب ہے - جہاں سے کلہ پھوٹتا ہے) بعض کہتے ہیں - کہ درمیانہ میل کا آلو لے کر اس کے بیچ میں سے دو ٹکڑے کرنے چاہئیں - اور بعض یہ رائے دیتے ہیں - کہ درمیانہ میل کے آلو لے کر ثابت بونے چاہئیں - گو فصل کی عمدگی کے لئے یہ سب طریقے اچھے ہیں - مگر کثرت رائے اس طرف ہے - کہ درمیانہ میل کے آلو لیکر ثابت بوئے جاویں۔

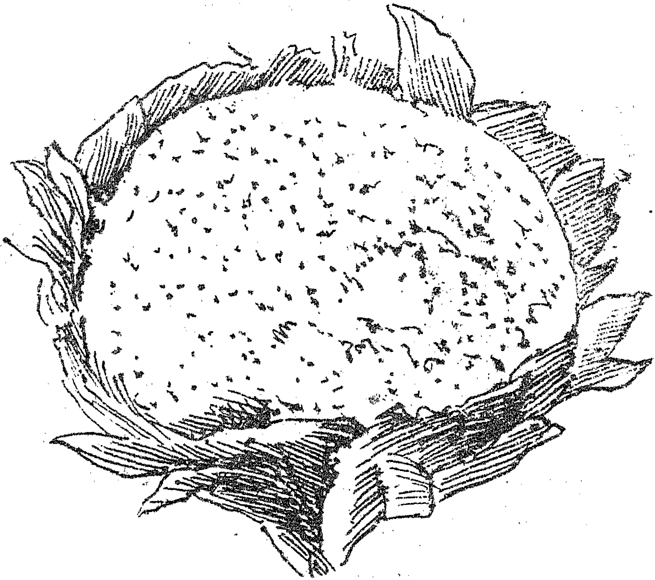
یورپ میں آلو کی درمیانہ اقسام اس طرح بوئی جاتی ہے - کہ کیاریوں میں لمبی لمبی قطاریں سطح سے تین یا چار انچہ عمیق کھودی جاتی ہیں - قطاروں کا آپس میں پندرہ انچہ کے قریب فاصلہ رہتا ہے - اور آلو یا آلو کے ٹکڑوں کا جو بطور تخم بوئے جاتے ہیں - ایکدوسرے سے ۹ انچہ کا فرق رہتا ہے - اور جو بڑی آلو کی قسمیں بوئی جاتی ہیں - ان کی قطاروں میں ڈھائی سے تین فیٹ

کا فاصلہ رہتا ہے۔ اور تخم میں ۹ سے ۱۲ انچ کا۔ ہندوستان میں افسوس کی بات ہے۔ کہ آلو کے کاشتکار بوجہ جہالت درمیانہ اور بڑے سیں کے آلوؤں میں فرق نہیں سمجھتے اور تمام اقسام کو سطح زمین پر قطاروں پر رکھ کر جن کا آپس میں صرف دو دو فیٹ کا فاصلہ ہوتا ہے۔ بو دیتے ہیں۔ تخم میں قریب ۶ انچ فرق رکھتے ہیں۔ اور بیج کے اوپر ۶ انچ مٹی ڈال کر اونچی اونچی قطاروں کی صورت بنا دیتے ہیں۔ جوں جوں پودا بڑھتا جاتا ہے۔ اس پر مٹی چڑھاتے جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ ایک فٹ اونچائی تک لے جاتے ہیں آلوؤں کے نشوونما ہونے کے عرصہ میں برابر پانی دیا جاتا ہے۔ اور جب یہ فصل پکنے پر آتی ہے۔ جس کی کہ نشانی یہ ہے کہ پتے زردی مائل ہوتے جاتے ہیں۔ اس وقت پانی کم کر دیا جاتا ہے۔ اور جب پتے بالکل مرجھانے لگتے ہیں۔ اس وقت پانی دینا قطعی بند کر دیا جاتا ہے۔ اور جب پتے مع ڈنڈیوں کے خشک ہو جاتے ہیں۔ اس وقت آلو کھود لے جاتے ہیں ؞

پہاڑوں میں آلو بونے کا وہ طریقہ بہت اچھا ہے۔ جو یورپ میں مروج ہے۔ اور جس کی تشریح ہم ابھی کر چکے ہیں۔ تجربہ کے لئے غیر ممالک سے آلو کی چند قسمیں منگوا کر بھی لگوانی چاہئیں۔ پہاڑوں پر اس فصل کے لئے پانی کی اس قدر ضرورت نہیں ہوتی جس قدر میدانوں میں۔ اس لئے وقت پر پانی دینا اشد ضروری ہے ؞

پھول گوبھی

موسم سرما کی سبزترکاریوں میں پھول گوبھی بھی سرآوردہ کہی جاسکتی ہے۔ کیونکہ جاڑے بھر اُس کا استعمال رہتا ہے علاوہ انگریزوں کے ہندوستانی بھی اسے پسند کرتے ہیں۔ اور اسے طرح طرح سے بناکر کھاتے ہیں۔ پہلے پہل گو یہ مہنگی آتی ہے مگر بعد میں بہت سستی ہو جاتی ہے۔ اور ہر شخص اسے خاطر خواہ خرید سکتا ہے +



پھول گوبھی کا بڑا اور بھرا ہوا اور لذیذ ہونا زمین اور

کاشتکار کی عقلمندی پر منحصر ہے۔ مگر افسوس کہ ہمارے بھولے لوگوں کو اس بات کی کم پرواہ ہوتی ہے ؛

اہل یورپ نے اور سبز ترکاریوں کی طرح پھول گوبھی کی کئی قسمیں بنائی ہیں۔ جو بلحاظ صورت اور ذائقہ شناخت کی جاتی ہیں۔ کسی کا پھول بہت بڑا اور سفید ہوتا ہے کسی کا درمیانہ اور زردی مائل۔ کسی کا چھوٹا مگر مدوّر اور خوش ذائقہ۔ میدانوں میں پھول گوبھی کے بونے کا موسم ماہ جون کے وسط سے اگست کے آخیر تک رہتا ہے۔ اگر ممالک غیر سے تخم منگواکر بونے منظور ہوں۔ تو ماہ ستمبر کے شروع سے اکتوبر کے آخیر تک بونے چاہئیں۔ اگر پہاڑوں میں پھول گوبھی لگانی مدنظر ہو۔ تو تخم اور جگہ سے منگوا لینے چاہئیں۔ اور بونے کا موسم اخیر ماہ فروری سے اپریل کے اخیر تک ہے۔ اگر ولایتی تخم منگواکر ہندوستان میں بوئے جائیں۔ تو سوائے ایک دو اقسام کے جن کے پھول بلکل ویسے نہیں ہوتے۔ جیسے ولایت میں باقی سب عمدگی سے نشوونما ہوتے ہیں۔ چونکہ گوبھی کی پنیری اور قسم کی نباتات کی نسبت زیادہ نازک ہوتی ہے۔ اس لئے نہایت احتیاط چاہئے۔ اور کیاریوں کو خوب درستی سے تیار کرانا چاہئے ؛

جس قطعہ اراضی میں پھول گوبھی بونی ہو۔ اُسے اصل برسات شروع ہونے سے کسی قدر پہلے اچھی طرح سے کھود دینا چاہئے۔ تاکہ ہوا۔ تپش آفتاب اور بارش کے پانی سے مستفید ہو۔ اگر فصل اگیتی بونی ہو۔ تو سطح اس پاس

کی زمین سے ایک فٹ اونچا رکھنا چاہیئے۔ تاکہ بارش کا پانی زیادہ دیر تک کیاریوں میں نہ ٹھہر سکے۔ ورنہ پودوں کے سڑنے گلنے کا اندیشہ ہے۔ اگر فصل پچھیتی یعنے برسات کے بعد بونی منظور ہو۔ تو سطح کو اونچا کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ گوبھی کے بونے کے لئے زمین معمولی عمدہ قسم کی ہونی چاہیئے۔ جس میں اور سبز ترکاریاں ہوتی ہیں کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ کھاد اعتدال سے زیادہ نہیں دینی چاہیئے۔ گوبھی کے لئے سڑی ہوئی پتی کی کھاد بہت عمدہ شمار کی گئی ہے۔ اور اگر اس کھاد کے ساتھ باغیچوں کے گملوں کی پرانی مٹی بھی شامل کر دی جائے۔ تو اور بہتر ہے۔ کیاریاں درست کرکے بیجوں کو چھڑکواں بونا چاہیئے۔ اور باغیچہ کی مٹی کو خوب ہاتھ سے باریک کرکے اُن کے اوپر ڈال دینا چاہیئے۔ جس سے ہلکا سا غلاف ہو جائے۔ پانچ مربع فٹ جگہ میں آدھ چھٹانک بیج بونے چاہئیں۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو فی الفور ٹین کے فوارے سے پانی دینا چاہیئے۔ (مگر خیال رہے۔ کہ فوارہ درست ہو کہیں سے ٹوٹا نہ ہو۔ جس کے باعث پانی اعتدال سے زیادہ نہ پڑ جائے) اور اگر برسات کا چھینٹا اکثر پڑتا رہتا ہے تو سوائے ایسے دن کے جو بہت خشک اور طپش کا گذرا ہو پانی نہیں دینا چاہیئے۔ . . . .

. . . . اگر

کیاریاں کیچڑ سی ہو رہی ہوں۔ تو ایسی حالت میں بیج ہرگز نہیں بونے چاہئیں۔ تخم پاشی کے بعد طپش آفتاب سے

بیجوں کو محفوظ رکھنے کے لئے دوپہر کے وقت کیاریوں پر چھاجوں وغیرہ سے سایہ کر دینا چاہئے۔ اور جب پنیری ایک ہفتہ کی ہو جائے۔ تو چنداں سایہ کی بہت ضرورت نہیں ہے ورنہ بیجوں کے مارے گرمی سے بھُن جانے کا اندیشہ ہے اور ان میں نشوونما ہونے کی وہ قوت جاتی رہتی ہے بہت سایہ دینا اس لئے بُرا ہے۔ کہ اس سے پودے زرد۔ کمزور اور پست قد رہ جاتے ہیں۔ اور اس قسم کی پنیری میں دوسری جگہ جاکر اچھی طرح سے تناور ہونے کی قوت زائل ہو جاتی ہے۔ اس پنیری کو اکھاڑ کر ایک کیاری میں اس طرح سے لگا دیں۔ کہ ایک قطار کا دوسرے سے صرف تین انچ فاصلہ رہے۔ اور ایک پودے کا دوسرے پودے سے دو انچ۔ جب یہ پودے اس کیاری میں زیادہ تناور ہو جاویں۔ تو انہیں احتیاط سے اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں لگانے چاہئیں۔ قطاروں کا آپس میں ڈھائی فیٹ فاصلہ رہے۔ اور پودوں کا آپس میں ۲ فیٹ اس ترکیب سے پودے نہایت مضبوط اور بڑے ہونگے اور پھول بہت اچھے اتریں گے۔

بعض تجربہ کار کاشتکار لکھتے ہیں۔ کہ گوبھی کے پودے سے زیریں حصہ کے پتے دور کر دیئے چاہئیں۔ اس ترکیب سے پھول بڑے اور عمدہ ہوتے ہیں۔ فرنچر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مجھے عمدہ گوبھی پیدا کرانیکا ذاتی تجربہ ہے۔ پہلے بیجوں کو گملوں میں بونا چاہئے۔ جب یہ ذرا بڑے ہو جاویں تو دو دو ایک ایک پودے اکھاڑ کر اور نئے گملوں میں

لگانے چاہئیں ۔ جب یہ اور زیادہ بڑے اور تناور ہو جاویں ۔ تو انہیں یہاں سے اکھاڑ کر باقاعدہ اور کیاریوں میں لگاویں مگر غور سے دیکھا جاوے ۔ تو ترکیب واحد سے جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں ۔ صرف فرق زمین اور گملوں کا ہے ۔ گملوں میں یہ آسانی رہتی ہے ۔ کہ نئے نئے پودوں کو دھوپ اور بارش اور تیز ہواؤں سے ہر وقت بچا سکتے ہیں ۔

گوبھی کو کئی قسم کے کیڑے بھی لگ جاتے ہیں ۔ اس لئے احتیاط شرط ہے ۔ جب یہ موذی جانور دکھائی دیں ۔ تو انہیں لڑکوں سے مروا دینا چاہئے ۔ یا دوسرے تیسرے دن اپلوں کی راکھ پتوں پر ہلکی ہلکی چھڑکیں ۔ یا ایک چمچہ بھر فینائل (ایک قسم کی انگریزی دوا جو انگریزی دوافروشوں کی دوکان سے بکثرت مل سکتی ہے) تین چار سیر پانی میں ملا کر فوارے سے پودوں پر چھڑک دیں (فی چمچہ چار سیر پانی کا اندازہ رکھیں) تجربہ میں آیا ہے ۔ کہ جب پھول نکل آتا ہے ۔ اور درخت مضبوط جڑیں پکڑ جاتا ہے ۔ تو شاذو نادر ہی ایسے کیڑے مکوڑے ستاتے ہیں ۔ البتہ جو پودے بیجوں کے لئے رکھے جاتے ہیں ۔ انہیں ایسے وقت میں جب کہ بیج پڑنے لگتا ہے ۔ سبز قسم کی مکھیاں اور کیڑے مکوڑے بے حد دق کرتے ہیں ۔ اس لئے بہترین ترکیب یہ ہے ۔ کہ پودوں کے نیچے کپڑا بچھا کر انہیں آہستہ آہستہ ہلاویں ۔ کیڑے بآسانی جھڑ پڑیں گے ۔ انہیں احتیاط سے اٹھوا کر ایک علیحدہ گوشہ میں مروا دیں ۔

پہاڑوں میں گوبھی بونے کے لئے یہی طریق مدنظر رکھنا

کافی ہے۔ جو میدانوں کے لئے لکھا گیا۔ صرف یہ خیال رہے
کہ بیج باہر سے منگوائے جاویں۔ کیونکہ وہیں کے بیج اچھے ثابت
نہیں ہوتے *

برو گولی۔ برو گولی بھی پھول گوبھی کی ایک قسم ہے جس
کی اس ملک میں تمیز مشکل ہے۔ ولایت میں یہ پودا سخت
سردی جھیل کر بھی برابر پھول دیتا ہے *

سپراؤٹنگ برو گولی۔ یہ بھی گوبھی کی ایک قسم ہے۔ فرق
یہ ہے۔ کہ ایک پودے میں ایک پھول نہیں ہوتا۔ بلکہ
کئی ہوتے ہیں۔ یورپ میں اس کی اس لئے قدر زیادہ ہوتی
ہے۔ کہ سال کے جس حصہ میں گوبھی کی اور کوئی قسم
دستیاب نہیں ہوتی۔ اس وقت نفیس ترکاری کے لئے یہ
موجود ہوتی ہے۔ ہندوستان میں اس کی کاشت کی چنداں
ضرورت نہیں ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں نے
مقام چندہ میں اپنے باغ میں اس کو بغرض تجربہ لگایا مگر
نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلا *

بند گوبھی یا کرم کلہ

بند گوبھی یا کرم کلہ کو بہ نسبت ہندوستانیوں کے انگریز
زیادہ شوق سے کھاتے ہیں۔ ہندوستانی اکثر اس کو بھجیا
بنا لیتے ہیں۔ یورپ میں بند گوبھی کی بہت سی قسمیں
ہیں۔ یہ گوبھی اکثر ایسے مقامات پر ملتی ہے۔ جہاں انگریزوں
کی کچھ آبادی ہو *

میدانوں میں اگست کے وسط سے اکتوبر کے آخر تک
بو سکتے ہیں - پہاڑوں میں فروری کے آخر سے ماہ مئی
کے آخیر تک بو سکتے ہیں - باغیچہ کی کیاریوں کو خوب
درست کرکے بیجوں کو چھڑکوا ڈالیں - ۶۵ مربع فیٹ
جگہ کے لئے آدھ چھٹانک بیج کافی ہیں - بیج چھڑک کر
باریک مٹی کا ہلکا غلاف دیدینا چاہئے - تاکہ بیج ڈھپ
جائیں - اگر تخم پاشی کے وقت زمین مرطوب ہے - تو
فی الفور پانی دینے کی کوئی ضرورت نہیں - اگر زمین اور

موسم دونوں خشک ہوں - تو فی الفور ٹین کے فوارے سے

فٹ فاصلہ ہو۔ ساری کیاری میں کھاد ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔ صرف جن سوراخوں میں پنیری لگانی ہو۔ اُن میں کھاد ڈالیں۔ سوراخ آٹھ انچ گہرے اور آٹھ انچ چوڑے ہوں۔ پودے لگاکر جڑوں میں مٹی چڑھادیں۔ ہمارے خیال میں پہلی ترکیب زیادہ موزوں ہے۔ ناکارہ گھاسوں کو کیاریوں سے احتیاط سے اکھاڑتے رہیں۔ اور دوچار مرتبہ آہستہ آہستہ گوڈائی کریں۔ جوں جوں پودے بڑے ہوتے جاویں۔ کسی قدر مٹی اُن کی جڑوں میں چڑھاتے رہیں۔ تاکہ ہوا کے زور سے ادھر اُدھر نہ جھک جائیں۔ مٹی کافی قدر سہارا رہتا ہے۔ پانی کی وقت پر خبر رکھیں۔ ورنہ نتیجہ خاطر خواہ نہیں نکلیگا۔ گو بھی ہے کہ اگر اس کا ٹھنٹھ چھوڑ دیا جائے۔ تو یہ پھر پھوٹ آتا ہے۔ مگر اس ترکیب سے زیادہ فائدہ متصور نہیں ہے +

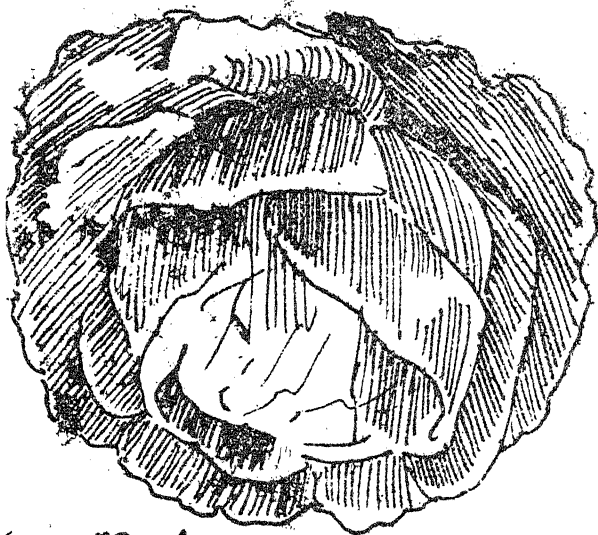
برسلز سپراؤٹس بھی ایک قسم کی گوبھی ہے جس کے تنے کے ایک سرے سے کئی چھوٹے چھوٹے سر ہوتے ہیں۔ یہ یورپ میں ہی پیدا ہوتی ہے۔ اور اس کی زیادہ قدر اس لئے ہوتی ہے۔ کہ یہ

لیے موسم میں ہوتی ہے - جب کہ اور ترکاریاں بہت کم ہوتی
ہیں - ہندوستان میں بھی اگر اس کے بونے کے تجربے
کئے جاویں - تو یہ پیدا ہو سکتی ہے - مگر یہ کوشش چنداں
ضروری نہیں - کیونکہ یہ لذیذ نہیں ہوتی +
بروکول اسکاچ کیل - یہ بھی بند گوبھی کی ایک قسم
ہے جس کے پتے لپٹے ہوئے اور کلغی نما ہوتے ہیں

اس کے صرف علیحدہ علیحدہ پتے ہی ہوتے ہیں - گول
سر نہیں ہوتا - یہ یورپ میں بکثرت ہوتی ہے - مگر اس
کے یہاں بونے کی چنداں ضرورت معلوم نہیں ہوتی -
کیونکہ اس کا ذائقہ اہل ہند کو اچھا معلوم نہیں ہوگا +
گانٹھ گوبھی - گانٹھ گوبھی کی دو قسمیں ہوتی ہیں -
ایک اودی اور ایک سبز مگر ذائقہ اور صورت میں سوائے
رنگت کے اور کچھ فرق نہیں ہوتا - راس الامید سے اس
کے بہت عمدہ بیج ہندوستان میں آتے ہیں - اس کی

[illegible]

[illegible]



[illegible]

[illegible]

کے اندر مولیاں استعمال کے قابل ہو جاتی ہیں۔ جو بیج
تین چار دن کے اندر پھوٹیں۔ وہ ناقص خیال کرنے
چاہئیں۔ شلجم نما مولیوں کی پہلے پنیری لگانی چاہئے۔
پھر احتیاط سے اکھاڑ لو۔ انہیں قطاروں میں لگا دینا
چاہئے۔

سینگرے۔ سینگرے بھی سبز ترکاری شمار کئے جاتے
ہیں۔ اور انہیں چونٹ کر بنایا جاتا ہے۔ یہ مولی سے پیدا
کئے جاتے ہیں۔ مولیاں جو اکھاڑی نہیں جاتیں۔ اُن
میں گندلیں نکل کر پھول آجاتے ہیں۔ اور سینگرے
لگ جاتے ہیں۔ نرم نرم توڑ کر یہ بطور سبزی ترکاری
پکائے جاتے ہیں۔ ورنہ اگر چھوڑ دیا جاوے۔ تو خشک
ہو جاتے ہیں۔ اور تخم اُن سے حاصل کر سکتے ہیں۔
سینگروں کی اگر علیحدہ کیاری لگانی ہو۔ تو یہ ترکیب
بہتر ہے۔ کہ تیار شدہ مولیاں لے کر اُن کا منہ تھوڑا کاٹ
کر قطاروں میں تین تین فٹ کے فاصلہ پر گہرا
گاڑ دینا چاہئے۔ جس طرف پتے نکلتے ہیں۔ وہ طرف
اوپر کی جانب رہے۔ مگر گاڑنے سے پہلے پتے توڑ ڈالنے
چاہئیں۔ مٹی اچھی طرح سے چاروں طرف چڑھا دینی
چاہئے۔ بونے سے چند روز بعد مولی میں بہت سے
ریشے نکل کر زمین کے اندر ہی اندر پھیل جائیں گے
جو سینگروں کے لئے خوراک حاصل کر سکیں گے۔ چوٹی پر
نئے کلّے پھوٹنے لگیں گے۔ اور یہ بڑھ کر گندلے ہو
جائیں گے۔ اور پھر ان میں پھول نکل کر سینگرے

لگ جائیں گے +

ولایتی مولیوں کے بیج بازار سے یا انگریزوں کے مالیوں سے بآسانی دستیاب ہو سکتے ہیں +

ہارس ریڈش

ہارس ریڈش - انگریزی نام ہے - جس کا لفظی ترجمہ "گھوڑا مولی" کیا جا سکتا ہے - یہ سبز ترکاری کی ایک قسم ہے - مگر ولایتی ترکاریوں کی فہرست میں آسکتی ہے - ہندوستانی اس سے بہت کم واقف ہیں - اور شاذ و نادر ہی کہیں بوئی جاتی ہے - پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا ہمیشہ قائم رہتا ہے - مشرقی یورپ کے مقامات معتدلہ کا اسے متوطن کہا جا سکتا ہے - انگریز اسے شوربوں کو ذائقہ دینے کے لیئے استعمال کرتے ہیں اور اسے قاش قاش کرکے یا لچھا بناکر بطور سلاد کھاتے ہیں - یہ پودا سرد ملک میں پہاڑی اور مرطوب زمین میں پیدا ہوتا ہے - یہی وجہ ہے - کہ ہندوستان کے میدانوں میں یہ شاذ و نادر ہی کہیں نظر آتا ہے - البتہ پہاڑوں میں کامیابی سے پیدا ہوتا ہے - اس کی جڑیں مارچ یا اپریل یا موسم خزاں کے درمیان بوئی جاتی ہیں - اس کا کوئی ہندوستانی نام نہیں جانتا ہے +

یہ پودا بالعموم جڑوں سے بویا جاتا ہے - شاذ و نادر ہی تخم بوتے ہیں - اور اس کے بیجوں کا ذکر تخم

فروشوں کی فہرست میں بہت ہی کم دیکھنے میں آیا ہے۔
اگر جڑیں ہندوستان میں دستیاب نہ ہوں۔ تو موسم سرما
میں ولایت سے منگوالیں۔ فصل کے خانہ پر چند بوٹے
بطور بیج چھوڑ دیئے جائیں۔ اُن سے جڑیں حاصل کرکے
دوسری فصل بوئی جاسکتی ہے۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں
کہ کلکتہ میں جو سالانہ نباتات کی نمائش ہوتی ہے۔
اُس میں ہارس ریڈیش دکھلائی گئی تھیں۔ جن کو ہندوستان
کی پیداوار کہا جاسکتا ہے۔ مگر وہ نہایت ہی بے ڈھنگی
اور ریشہ دار تھیں۔ کوئی بہت پتلی۔ کوئی موٹی اور
کوئی بدصورت گویا اصلی صورت سے بہت مختلف۔
اصلی صورت یہ ہے۔ کہ موٹی اور مضبوط ہوئی ہو۔
فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں نے انگلستان کے
طریقہ کے موافق اسے بویا۔ یعنے ڈیڑھ ڈیڑھ انچ کے
ٹکڑے کاٹ کر ایک ایک فٹ زمین کھود کر
انہیں گاڑا۔ اور امید تھی۔ کہ برس دو برس میں یہ
بڑھ کر سطح زمین سے سر نکالیں گے۔ مگر اس امید
میں ناکامی ہوئی۔ اور وہ ٹکڑے اندر ہی اندر سڑگل
گئے۔ پھر وہ لکھتے ہیں۔ کہ میں نے دوسری ترکیب
کی۔ اور اس میں مجھے پوری کامیابی ہوئی۔ وہ ترکیب
یہ تھی۔ کہ پھولوں کے گملوں میں پتی کی عمدہ کھاد
چھلنی ہوئی ریت کے ساتھ ملاکر اوپر تک بھر دی
اور اُن گملوں کے کنارہ کنارہ دو دو انچ لمبی جڑیں
جو معمولی لکھنے کی قلموں کے برابر موٹی تھیں گاڑ دیں

پانی دیا جاتا رہا۔ بہت جلد جو جڑیں لگائی گئی تھیں پھوٹ
نکلیں۔ پھر ذرا اونچے قطعہ اراضی پر ڈیڑھ فیٹ گہرے
۱۰ انچ چوڑے سوراخ کھودے گئے۔ جن کا آپس میں
فاصلہ ایک ایک انچ تھا۔ ان سوراخوں میں پہلے آدھی
ایسی مٹی ڈالدی۔ جس میں عمدہ سڑی ہوئی کھاد
ملی تھی۔ اس کے اوپر ہلکی بھربھری مٹی ڈالی گئی۔ اور
گملوں میں سے ایک ایک جڑ جس نے پھوٹ کر پودے
کی شکل اختیار کر لی تھی۔ لگادی گئی۔ جب ہفتہ دو
ہفتہ کے بعد ان جڑوں نے جگہ پکڑ لی۔ تو ان کے
چھوٹے چھوٹے ریشے مٹی ہٹاکر نوچ لئے گئے صرف
ایک بڑا چھوڑ دیا گیا۔ تاکہ وہ اندر ہی اندر مضبوط جڑ
بنتا رہے۔ دوسرے تیسرے ہفتہ اسی طرح چھوٹے چھوٹے
ریشے مٹی ہٹاکر نوچ دینے چاہئیں۔ تاکہ پودا
خوب بڑھے۔ بہت جلد بڑی جڑ ایک فٹ گہرائی تک
پہونچ جائے گی۔ اس وقت اوپر کے حصہ کی مٹی
نکال کر اس کی جگہ چمکیلا ذرہ دار ریت بھردو۔ اس
سے دو فوائد متصور ہیں۔ اول تو جڑ کے اوپر کے حصہ
میں چھوٹے چھوٹے ریشے نہیں نکلیں گے۔ دوسرے
جو پانی پودے میں ڈالا جائیگا۔ وہ فوراً نیچے جڑ تک
پہونچ جائیگا۔ یہ ترکیب محنت طلب اور احتیاط طلب
مگر کامیابی کی پوری امید ہے۔ ورنہ اونچی اور عمدہ زمین
میں ایک ایک فٹ گہرے اور ایک ایک فٹ کا فاصلہ
چھوڑ کر سوراخ کھودیں۔ اور ان میں جڑیں گاڑ دیں

ہے۔ بہت سے اہل ہنود اسے مذہبی خیال سے نہیں کھاتے۔
عالمان علم نباتات گاجر کا وطن یورپ اور مغربی حصہ کوہ ہمالیہ کا بتلاتے ہیں۔ یورپ والوں نے اور نباتات کی طرح گاجر کی بھی کئی اقسام بنادی ہیں۔ مگر ابتدا میں اسے دو حصوں میں تقسیم کیا ہے۔ لمبی جڑوں کی اور چھوٹی جڑوں کی۔ اگر انصاف سے دیکھا جائے۔ تو وہ گاجریں جو ہمارے عام زمیندار اور کاشت کار پیدا کرتے ہیں۔ صرف مویشیوں کے کھلانے کے لائق ہیں۔ نہ ان میں حلاوت ہوتی ہے۔ نہ نزاکت نہ اچھی شکل نہ صورت نہ رنگ اور نہ ملائمت۔ سخت موٹی سی ان میں ہڈی نکلتی ہے۔ جس کا ہضم کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ ان کے سرے پر کئی قسم کی شاخیں نکل آتی ہیں۔ جو اسے نہایت بدنما بنا دیتی ہیں۔ ولایتی گاجروں کے اقسام کے تخم باہر سے آتے ہیں۔ فصل کے آخر میں جو اس جگہ پیدا ہوتے ہیں۔ ان کو بونے سے اصلی ذائقہ حاصل نہیں ہوتا۔ اور وہ رنگ روپ بھی نہیں رہتا۔ میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط سے نومبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں میں فروری کے آخر سے مئی کے آخر تک بوتے ہیں۔ مگر یہ بیج کسی سے کمتر نہیں ہیں یہ موسم کے تغیر و تبدلات کو بہ نسبت باہر والے بیجوں کے باسانی جھیلتے ہیں۔ اگر گاجروں کا زیادہ خرچ ہو۔ تو یہ تدبیر بہتر ہے کہ یہاں کی فصلوں سے حاصل کئے ہوئے بیج فصل اگیتی کے لئے بوئیں۔ اور باہر سے لئے

ہوئے فصل پچھیتی کے لئے +

گاجریں ہندوستان میں تمام
ایسی زمینوں میں عمدگی سے پیدا
ہوتی ہیں - جہاں عام نباتات پیدا
ہوسکے - مگر اس کی عمدہ فصل
حاصل کرنے کے لئے ضروری
ہے - کہ پہلے کیاریوں کی مٹی کو
خوب باریک اور درست کیا جائے
اور زمین کو گہرا کھودا جائے تاکہ
گاجریں اندر ہی اندر خوب پھیل
سکیں - دوسری زمین کو یکساں گہرا
کھودا جائے - یہ نہ ہو کہ کہیں
نیچی ہو - اور گاجروں کے منہ کے
پاس سے کئی چھوٹی چھوٹی شاخیں نکل آئیں گی - جس
سے صاف پایا جائیگا - کہ زمین یکساں نہیں کھدی تھی
اس لئے گاجروں کو راستہ میں رکاوٹیں پیش آئیں - اور
آخر جدھر زمین نرم ملی - اور جدھر سینگ سمائے - اُدھر
رُخ کر لیا - کھاد کیاری میں ڈال کر اس طرح مٹی میں
ملاؤ - کہ مٹی اور کھاد یکساں ہو جائے - ورنہ گاجریں سڈول
پیدا نہیں ہوں گی - کہیں موٹی اور کہیں پتلی - کھاد اس
کے لئے مجموعہ استعمال کرنی چاہئے - اور کھدائی قریب ۲۰
انچ کے گہری ہو +

گاجروں کی کاشت کے لئے بدترین زمین وہ ہے جس

[illegible]

مٹی کے ناندوں میں خشک مٹی کی تہ دیکر اچھی طرح
سے تہ بہ تہ دابا جاوے۔ تو تمام موسم گرما تک یہ گاجریں
قابل استعمال رہتی ہیں۔ مگر بعض اہل الرائے کا قول
ہے۔ کہ بنگال میں یہ ترکیب ممکن ہے۔ مگر ممالک
مغربی و شمالی اور پنجاب میں اس طریق سے گاجریں
درست نہیں رہ سکتیں۔ کیونکہ گرمی زیادہ پڑتی ہے
اگر موسم گرما میں گاجروں کی ضرورت ہو۔ تو دسمبر میں
بیج بو دیئے جاویں۔ گاجریں اگ آویں گی۔ مگر بہت
پتلی پتلی ہوں گی۔ پہاڑوں میں گاجروں کی کاشت کا
وہی طریقہ ہے۔ جو میدانوں میں۔ صرف بونے کے
موسموں کا فرق ہے۔ جو اوپر بیان کر دیا گیا ہے*

شلجم

شلجم ہندوستان میں مشہور نباتاتوں میں ہے۔ بہ نسبت
اہل ہنود کے اس کا خرچ مسلمانوں میں زیادہ ہے
دہقانی اسے بکثرت استعمال کرتے ہیں۔ اور گنڈاسے سے
کاٹ کاٹ کر اپنے مویشیوں کو بھی کھلاتے ہیں۔ جس
سے جانور خوب تیار ہوتے۔ شلجم کو خشک کر کے رکھ
چھوڑتے ہیں۔ اور ایسے موسم میں استعمال کرتے ہیں
جبکہ یہ تازے نہیں مل سکتے۔ اس کا اچار بھی بہت
پڑتا ہے۔ اور لذیذ ہوتا ہے*
یورپ کے بڑے حصے میں جنگلی شلجم بہت کثرت

سے پیدا ہوتے ہیں۔ مگر کھانے کے لئے اسے بہت شوق
اور احتیاط سے باغیچوں میں بوتے ہیں۔ اہل یورپ
نے اسے کئی اقسام میں منقسم کیا ہے۔ مگر یہ سب
اقسام ہندوستان میں ہر جگہ خاطر خواہ پیدا ہو جاتی ہے
اگر اس جگہ فصل بو کر اس سے تخم حاصل کئے
جاویں۔ تو دوسری فصل کے لئے اگر انہیں بونا منظور
ہو۔ تو ماہ جولائی کے آخر سے ماہ ستمبر کے وسط تک
بو سکتے ہیں۔ عمدہ فصل پیدا ہوگی۔ اگر باہر سے
بیج منگوا کر بوئے جاویں۔ تو انہیں ستمبر کے شروع
سے نومبر کے آخر
تک بو سکتے ہیں۔
پہاڑوں پر شلغم ماہ
فروری کے ہر حصہ
سے ماہ جون کے
وسط تک بو سکتے
ہیں۔ یا برسات ختم
ہونے کے بعد اگر
باہر سے بیج منگوا کر
فصل بوئی جاوے
اور اس سے تخم
حاصل ہوں۔ انہیں
دیر سے بویا جاوے
یا انہیں ممالک غیر

کے بیج تصوّر فرماکر بدیر بودیں - تو غالباً شلجم نہیں پڑینگے
بلکہ پتے ہی رہ جائیں گے - اگر دیسی اور باہر کے بیجوں
کو نوبت بنوبت بویا جائیگا - تو عرصہ دراز تک شلجم
اُترتے رہیں گے ٭

شلجم معمولی باغیچوں کی زمین میں عمدہ طرح سے
پیدا ہو سکتے ہیں - مگر اس کے لئے وہ زمین بہت
عمدہ سمجھی گئی ہے - جس میں ریت کا بھی کسی قدر
جزو ہو - اور کھاد خوب ملی ہوئی ہو - کیاریاں درست
کرکے شلجم کے بیج چھڑکواں بودیں - اور جب وہ
پھوٹ آویں - تو گنجان پنیری کو اکھاڑ کر پھینک دیں
اگر پودے گھنے رہ جائیں گے - تو فصل کو سخت
نقصان پہونچے گا - اور شلجم عمدہ نہیں ہوں گے - ایک
پودے کا دوسرے سے قریب ۹ انچہ کے فاصلہ رہنا چاہئے
اگر باغیچہ کی مٹی سخت ہو - تو شلجموں کو قطاروں پر بونا
بہتر ہے - قطاروں کا آپس میں ۱۵ انچہ کا فاصلہ رہے
اور پودوں کا آپس میں ۸ اور ۹ انچہ کے قریب قریب
ہو - اگر بونے کے وقت زمین تر ہو - تو پانی دینے
کی اس وقت تک ضرورت نہیں ہے - جب تک بیج
پھوٹ آویں - ورنہ تخم بوتے ہی پانی دیں - اگر چھڑکواں
بیج بوئے جاویں - تو اُن پر ایک انچہ مٹی کی تہ دیں
مگر مٹی باریک ہو - کنکر اور مٹی کی ڈلیاں زیادہ نہ
ہوں - ناکارہ گھاسیں وقتاً فوقتاً اکھاڑتے رہیں - اور
اگر موسم خشک ہو - تو چھٹے یا پانچویں پانی دیتے رہیں ٭

جن پودوں سے بیج حاصل کرنے منظور ہوں - انہیں
عمدہ کھاد دے کر انتخاب کر لیں - اور اُن کی اچھی طرح
سے خبرگیری کریں - جس طرح سے ہم دیباچہ میں لکھ
آئے ہیں ⁂

ولایتی بینگن

ولایتی بینگن اکثر انگریزوں کے باغیچوں اور ایسی جگہ
میں نظر آتے ہیں - جہاںکہ انگریزوں کی آبادی ہوتی
ہے - کیونکہ وہ پکے ہوئے ولایتی بینگنوں سے مربے
اور چٹنیاں بنواتے ہیں - اور شوربوں کو اس سے
ذائقہ دار کراتے ہیں - اگر انہیں ترکاری کے طور پر
بھی خاص ترکیب سے بنایا جائے - تو ممکن ہے کہ
لذیذ بنیں - مگر ہمارے وطن کے لوگ ہر ایک اچھی
سبزی ترکاری کی جانب کم التفات کرتے ہیں - اگر توجہ
کریں - تو کئی نئی اور خوش ذائقہ سبزی ترکاریاں ہماری
خورش کا جزو بن سکتی ہیں ⁂

ولایتی بینگنوں کی کئی قسمیں ہیں - مگر سوائے دو
تین کے باقی کل نمائشی اور آرائشی خیال کی جاتی
ہیں - چونکہ یہ پودا دوسرے پودوں کے ذرہ سے میل
سے بھی اپنی اصلیت کو بدل دیتا ہے - اس لئے
اس کے باہر سے آئے ہوئے بیج زیادہ استعمال کئے
جاتے ہیں - جو نہایت احتیاط سے تیار ہو سکتے ہیں

میدانوں میں اسے ماہ
جولائی کے وسط سے اکتوبر
کے آخر تک بو سکتے ہیں
پہاڑوں میں ماہ مارچ کے
وسط سے مئی کے آخر
تک بو سکتے ہیں۔ کسی
عمدہ تیار کی ہوئی کیاری
میں اس کے بیج چھڑکوں
بو کر پنیری تیار کر لی جائے
پھر جب پودے ذرہ بڑے
ہو جاویں۔ تو باقاعدہ کیاریوں
میں قطاروں پر لگادیں۔
جن اضلاع میں کہر اور پالا
وغیرہ کم پڑتا ہے۔ وہاں ان کو سایہ کی ضرورت نہیں۔ ایسے
مقامات میں کیاریوں کا آپس میں فاصلہ تین فیٹ کافی
ہے۔ اور پودوں کا آپس میں ڈیڑھ فیٹ بہت ہے
لیکن شمالی ہند میں جہاں جاڑا پالا دھند زیادہ پڑتی
ہے۔ ان کے بونے کی بہترین ترکیب یہ ہے۔ کہ کیاریوں
میں قطاریں بنائی جاویں۔ جن کا آپس میں فاصلہ ڈیڑھ
ڈیڑھ فیٹ ہو۔ پودوں کا آپس میں فاصلہ پندرہ انچ
کافی ہے۔ مگر تین قطاروں کے بعد ایک تین چار
فیٹ چوڑی پگ ڈنڈی چھوڑدیں۔ تاکہ کیاری میں آنے
کی سہولت رہے۔ جن دنوں رات کو کہر اور سخت سردی

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کے دل پسند ترکاری نہیں ہے - اس لئے اس پر کم التفات
کی جاتی ہے - کم دل پسند ہونے کی وجہ وہی ہے - کہ
اسے اچھی شئے سمجھا جاتا ہے - اس لئے شوق سے بنایا
نہیں جاتا - ورنہ ممکن ہے - کہ عمدہ نہ بنے - ہاتھی چک
کی دو قسمیں ہیں - ایک گلوب دوسری یروشلم - اسے
انگریز زیادہ تر استعمال کرتے ہیں - اور وہی انہیں اپنے
باغیچوں میں لگواتے ہیں +

ہاتھی چک کی نسبت کہا جاتا ہے - کہ یہ افریقہ اور
جنوبی یورپ کا متوطن ہے - گلوب ہاتھی چک کی کچی
کلیوں کے لئے کاشت کی جاتی ہے - اور ہندوستان میں
ہر جگہ لگ جاتا ہے - اور اگر حفاظت کی جائے - تو ایک
مرتبہ کا لگایا ہوا ہمیشہ تک لگا رہتا ہے - بالعموم اسے
بیجوں سے بوتے ہیں - ورنہ اس کی پنیری بھی لگا سکتے
ہیں - ہندوستان میں یہ پودا بغیر تردد پیدا ہو جاتا ہے بہت
کم احتیاط کرنی پڑتی ہے - باہر سے تخم منگوا کر جو فصل
بوئی جائے - اس کے ہاتھی چک بہت موٹے اور بڑے
ہوتے ہیں - اور اس فصل کے بیجوں سے جو آئندہ فصل
بوئی جاوے - اس کے ہاتھی چک بہت بڑے نہیں ہوتے
مگر بہت اچھے ہوتے ہیں - یہی حال شاخیں لگانے کا
ہے

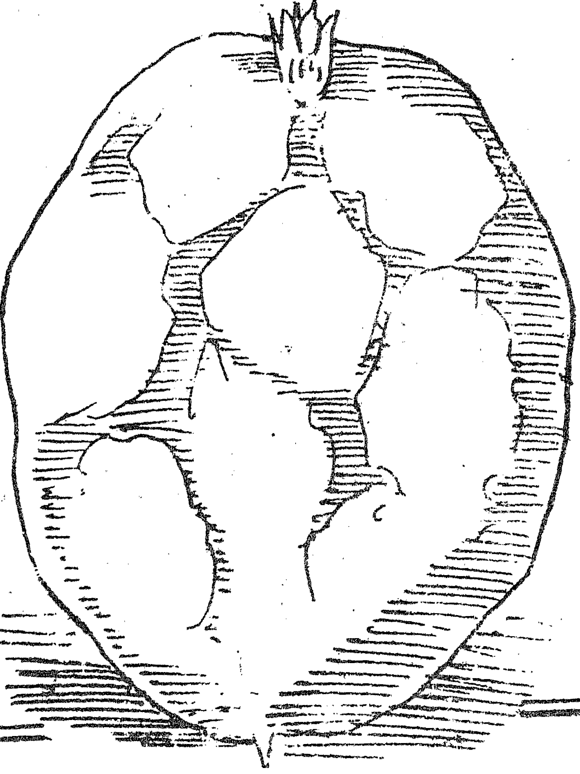
اگر تخم سے فصل تیار کرنی ہو - تو بیج کیاریوں میں
چھڑکواں بو دیں - مگر کیاریاں ایسی ہوں - کہ ان میں دیر
فالتو پانی ٹھہرا نہ رہے - بیج چھڑک کر عمدہ مٹی کا ہلکا

غلاف دے دیں۔ میدانوں میں اسے ماہ اگست کے وسط
سے اکتوبر کے آخر تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں
ماہ مارچ کے شروع سے مئی کے آخر تک بو سکتے ہیں
اگر موسم خشک ہو۔ تو تیسرے چوتھے دن فوارے سے
پانی دیا جاوے۔ اگر بارش ہو۔ تو پانی کو کیاریوں میں
ٹھہرنے نہ دیں۔ فوراً نکال دیں۔ اگر بارش جاری رہے
تو کیاریوں کے چاروں طرف نالیاں بنا دیں۔ جن میں
سے پانی بہ جاوے +

جب بیج پھوٹ آویں۔ اور دوہرے تہرے پتے نکل
آویں۔ تو ان ننھے ننھے پودوں کو اکھاڑ کر کیاریوں میں
قطاروں کے اوپر لگاویں۔ قطاروں کا آپس میں فاصلہ
چار فیٹ ہو۔ اور اتنا ہی فاصلہ پودوں کا آپس میں
رہے۔ ہاتھی چک یوں تو باغیچوں کی معمولی زمین میں
عمدگی سے پیدا ہو جاتا ہے۔ مگر ایسی زمین اسے بہت
پسند ہے۔ جس میں ریت کا بھی معقول جزو ہو۔ اور
بہت گہراؤ تک یکساں ہو۔ بونے کے پہلے زمین کو خوب
کھود کر اچھی سڑی ہوئی پتی کوڑے کرکٹ اور گوبر کی
کھاد ڈالئے۔ اگر زمین سخت ہو تو بجائے گوبر کی کھاد کے
اصطبل کی کھاد ڈالنی چاہئے۔ اگر کل کیاری میں عمدہ طرح
سے کھاد ڈالنے کی کافی مقدار نہ مل سکے۔ تو بہتر ہے
کہ جن سوراخوں میں پنیری لگائی جاوے۔ ان میں کھاد
ڈال دی جائے۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو پندرھویں دن
پانی دیں۔ اور ناکارہ گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں۔ وقتاً

وقتاً زمین گوڑتے بھی رہیں +

فرنچر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ مجھے ہاتھی چک کی فصل
کے لئے ہاتھی کی لید بطور کھاد ڈالنے کے لئے ایک شخص نے
کہا تھا۔ مگر اس سے کوئی نمایاں ترقی نہیں ہوئی۔ اس
فصل کے لئے تمام ایسی کھادیں مفید ہیں۔ جن میں نمک
کا جزو شامل ہے۔ پہاڑوں میں ہاتھی چک موسم بہار
کے شروع میں بونا چاہئے۔ چونکہ سرد ممالک میں ہاتھی
چک خاصیت میں کمتر نہیں ہوتا۔ اس لئے ایک دفعہ کی



تک اسے بو سکتے ہیں۔ بیجوں کو کیاریوں میں چھڑکواں بو
دیں۔ اور جب پودے چھ چھ انچ اونچے ہو جاویں۔ تو
تو انہیں بڑے بڑے سوراخ کھود کر لگا دیں۔ یہ سوراخ
پندرہ انچ گہرے اور پندرہ انچ چوڑے ہونے چاہئیں
اور پہلے سے مٹی میں خوب سڑی ہوئی کھاد ملا دیں۔
اگر زمین سخت ہو۔ تو ایک فٹ زمین اور گہری کھود
کر اوپر کی سطح کی مٹی سے اسے بھریں۔ اور سوراخوں
کی گہرائی جیسا کہ ہم لکھ چکے ہیں۔ پندرہ انچ رہنے
دیں۔ پودوں کو ان سوراخوں میں اٹھاراں انچ
کے فاصلہ پر لگا دیں۔ بونے کے بعد فی الفور پانی دیں
اور ہفتہ میں ایک مرتبہ ضرور دیا کریں۔ بشرطیکہ موسم خشک
ہو۔ جب درخت پورے قامت کو پہونچ جائے۔ تو
اس کی جڑوں کے اوپر تھوڑی تھوڑی مٹی اور ادھر
ادھر سے لیکر چڑھا دیں۔ اسی طرح جب جڑ کے پاس سے
درازیں کھل جاویں۔ مٹی بھر دیں۔ پودے جب پورے
طور پر بڑھ چکتے ہیں۔ تو دس پندرہ دن کے اندر خشک
ہو جاتے ہیں۔ اس وقت انہیں اکھاڑ لینا چاہئے۔ اور
پھر حسب ضرورت کام میں لا سکتے ہیں ٭

پارسلے

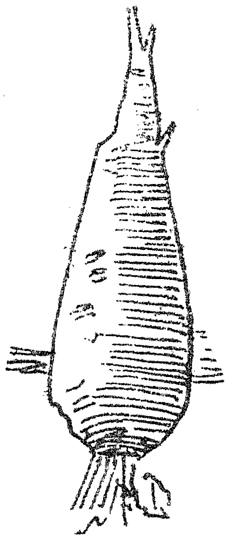
پارسلے انگریزی نام ہے۔ ہندوستانی مالی اسے اجمود
بھی کہتے ہیں۔ انگریز اسے کئی طرح سے بنا کر کھاتے

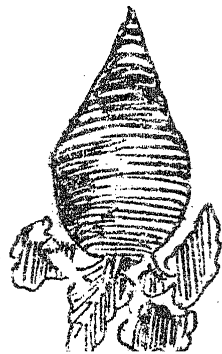


[illegible]

شلغم

[illegible]





کو بویا جاوے - اگر برسات ختم نہ ہوئی ہو اور چقندریں بوئی ہوں - تو بھی یہی ترکیب بہتر ہے - کہ اونچی ہوئی قطاروں میں لودیں +

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں - کہ اہاہیل اس پودے کے بڑے شایق ہوتے ہیں - اس لئے جب تک یہ چھوٹے چھوٹے رہیں - ان پر ایک جال پھیلا دینا چاہئے - اور اگر رقیق کھادیں تھوڑا سا نمک ملا کر کبھی کبھی اس فصل میں دیتے رہیں - تو بہت عمدہ نتیجہ نکل سکتا ہے - پانی سے کمی نہ کریں - جب ضرورت دیکھیں - فوراً کیاریوں کو تر کرادیں - چقندروں کو اعتدال سے بڑا نہ ہونے دیں - ورنہ مزہ جاتا رہتا ہے +

اسپیرگیس یا مارچوبہ

اسپیرگس جسے بعض دیسی مالی مارچوبہ بھی کہتے ہیں - ایک انگریزی ترکاری ہے - جسے نرم نرم گندلوں کے لئے پیدا کرتے ہیں - اور انگریز اسے بہت شوق سے کھاتے ہیں - دوسرے اس کی بڑی قدر اس لئے ہوتی ہے - کہ جس زمانہ میں یہ ہوتا ہے - اس وقت اور ولایتی ترکاریاں بہت کم ہوتی ہیں - یہ پودا ایک مرتبہ کا لگایا ہوا ہمیشہ قایم رہ سکتا ہے - بشرطیکہ احتیاط رکھی جاوے - عالمان علم نباتات اسے یورپ کے سواحل سمندر اور ایشیا کے بعض حصوں کا متوطن بتلاتے ہیں - یہ

[illegible]

[illegible]

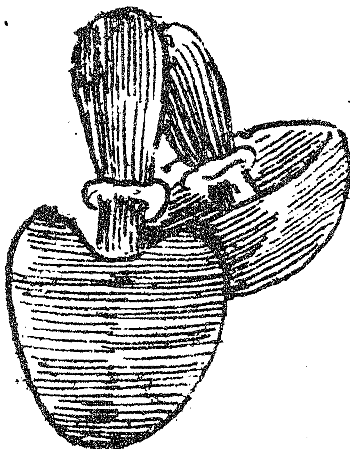


میں بونا
چاہئے - پودوں
کا فاصلہ
آپس میں
تین فیٹ
رہے - اور
کسی قدر سایہ کے رُخ ہوں تو بہتر ہے - زمین طاقتور
ہونی چاہئے - اور ایسی ڈھالو ہو - کہ اس میں فالتو
پانی نہ رہے - ورنہ جڑیں جلد سڑنے گلنے لگیں گی -
ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک کرتے رہیں - ہر
سال پودوں کی جڑوں میں گڑائی کرکے مجموعی کھاد
دینی چاہئے - دو سال میں جاکر اس کی فصل تیار
ہوتی ہے - اگر احتیاط رکھی جائے - تو کئی سال تک
فصل اچھی حالت میں رہتی ہے ؛

فرمنجر صاحب لکھتے ہیں - کہ روہبارب نیلگری پربت پر
بکثرت پیدا ہوتی ہے - اگر وہاں سے دو سال کے پودے
ماہ اکتوبر میں لاکر دو دو فیٹ کے فاصلہ پر میدانوں[1]
میں لگائے جاویں - اور کیاریاں درستی سے بنائی ہوں -
اور خوب کھاد دی گئی ہو - سایہ کی طرف کیاریوں کا
رُخ ہو - اور پانی خوب ملتا رہے - تو غالب ہے - کہ
فروری میں کچھ فصل اُترے - اس کا تجربہ باآسانی ہوسکتا
ہے - اور اگر فصل لگ جاوے - تو سب کسر نکل آتی ہے

[1] میدانوں سے مراد پہاڑ کا برعکس مقام ہے ۱۲

[illegible]

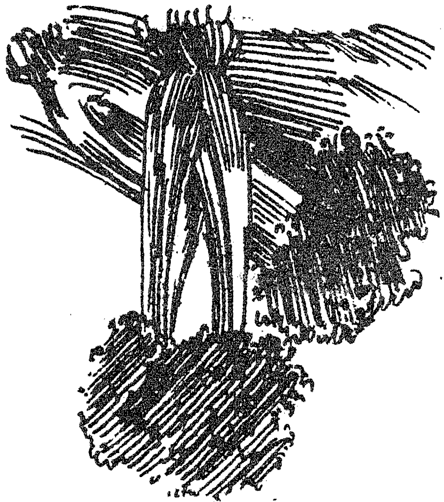


[illegible]

چھپر یا شاگرد پیشہ کے کسی مکان میں کرنی چاہئے۔ کھلے
میدانوں میں گو فصل عمدہ ہو جاوے۔ مگر پھر بھی ضائع
ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اور تہ جمانے سے پہلے اینٹوں
کے روڑوں کی تہ جمانے سے بہت فائدہ متصور ہے۔
فصل حاصل کرنے کے بعد کچھ تازہ رقیق کھاد ڈالنی
مفید ہے۔ وہ کھاد اس طرح سے تیار کریں۔ تازہ گوبر
بھیڑ بکری کی مینگنیاں مرغیوں وغیرہ کی بیٹ اور شورہ
کو لے کر کسی بالٹی میں ڈال کر پانی میں گھول لیں۔
اور جب پانی نتھر آوے۔ تو اسے ہر روز صبح کو تین
چار روز تک ڈالے۔ دوسرے دن یہ رقیق کھاد ڈالنے
وقت یہ ترکیب کریں۔ کہ تازہ پانی بالٹی میں ڈال کر
تہ کو ہلادیں۔ اور جب پانی نتھر آوے۔ پھر اسے کیاری میں
ڈالیں۔ اسی طرح سے تین چار دن تک کیاری کو سینچیں۔

ہمیں معلوم ہے۔ کہ انگلستان اور فرانس سے کھمبی
کے "سپان" آتے ہیں۔ اور وہ بوئے جاتے ہیں۔ یعنے
لید اور مٹی آمیز کھاد کی اینٹیں آتی ہیں۔ جن میں کھمب
کے چھوٹے چھوٹے انڈے سے شامل ہوتے ہیں۔ اکثر
اصحاب نے دیکھا ہوگا۔ کہ جہاں بڑی بڑی کھمبیں لگی
ہوتی ہیں۔ ان کے ارد گرد کچھ چھوٹے چھوٹے گول
گول انڈے سے اگے ہوتے ہیں۔ انہیں انڈوں کو
انگریزی میں سپان کہتے ہیں۔ ان کے اجزاؤں کو ان
مٹی اور لید کی اینٹوں میں شامل کرکے بطور تخم ولایت
والے جابجا بھیجتے ہیں۔ اور ہزاروں روپے پیدا کرتے ہیں

[illegible]



[illegible]

[illegible]

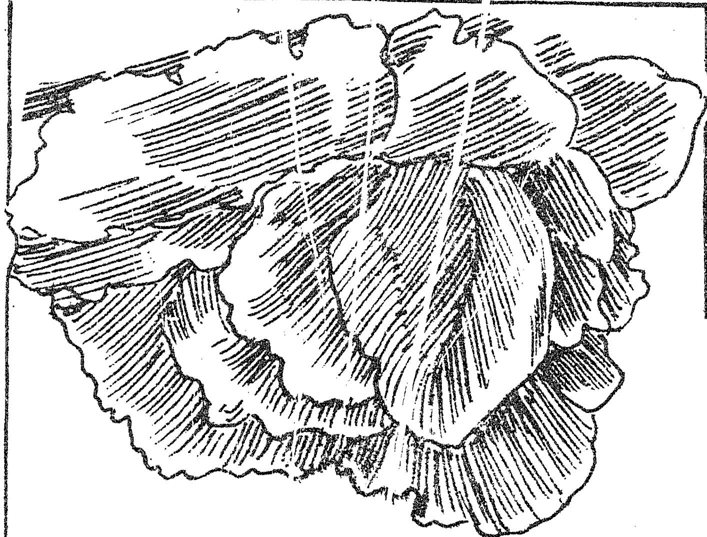
[illegible]

خاصے مضبوط ہو جاویں ۔ تو اُنہیں اُکھاڑ کر ایک کیاری
میں قطاروں پر تین تین انچ کے فاصلے پہ لگاویں ۔ اور
قطاروں میں بھی تین تین انچ کا فاصلہ رہے ۔ جب
پودے اس کیاری میں چار پانچ انچ اونچے ہو جاویں
تو اُنہیں باقاعدہ کیاریوں میں لگاویں ۔ جہاں یہ نشو و
نما ہوں گے ۔ اگر پچھیتی فصل بونی منظور ہو ۔ تو وہ برسات
کے خاتمہ پہ بودیں ۔ اس کے لئے گملے درکار نہیں ۔ ایک
کیاری میں بیجوں کو چھڑکواں بو دیں ۔ اور اس کیاری میں
سے اکھاڑ کر اُن مستقل جائے پر باقاعدہ لگاویں ۔ جبکہ
موسم زیادہ گرم ہوتا ہے ۔ تو بیج دو ہفتہ تک پھوٹتے ہیں
ورنہ چند دنوں کے اندر ہی اندر پودے نکل آتے ہیں +

سلہری عام باغیچوں کی عمدہ زمین میں خاطر خواہ پیدا
ہو جاتی ہے ۔ مگر عمدہ بھربھری مٹی جس میں ریت اور
چکنی مٹی کا جزو معقول ہو ۔ اس کے لئے بہت موزون
ہے ۔ کیاریوں کو اس کی کاشت کے لئے ذرا گہرا کھودنا
چاہیئے ۔ ایک فٹ سے کم نہ کھودیں ۔ اگر دیکھیں ۔ کہ
نیچے کی مٹی سخت اور کمزور ہے ۔ تو ایک فٹ اور
کھودیں ۔ اور سطح کی مٹی اس میں پُر کر کے گہرائی وہی
ایک فٹ بدستور رہنے دیں ۔ پھر عمدہ سڑی ہوئی باغیچہ
کی کھاد ڈال کر مٹی کو ایک جان کریں ۔ اور سطح کو ہموار
کردیں ۔ گوبر اور کوڑے کرکٹ کی کھاد اس کے لئے بہت
مفید ہے ۔ پودے لمبی قطاروں پہ نو نو انچ کے فاصلہ
پہ لگائے جاویں ۔ اور انہیں نشوو نما ہونے دیا جاوے

قطاروں کا فاصلہ آپس میں ایک ایک فٹ رہے ۔ پودے
لگاتے ہی پانی دیں ۔ اور زمین کو خشک نہ ہونے دیں ۔
مگر بہتات نہ کریں ۔ جب پودے ایک ایک فٹ اونچے
ہو جاویں ۔ تو تمام نیچے کے چھوٹے چھوٹے پتے دور
کر دیں ۔ اور باقی کو ہاتھ سے سمیٹ کر پودوں کی
جڑوں میں مٹی چڑھاویں ۔ اور ہر ہفتہ بدستور پتوں کو ہاتھ
سے سمیٹ کر پودوں کی جڑوں میں مٹی چڑھاتے جاویں
مگر خیال رہے ۔ کہ اس قدر اونچی مٹی نہ چڑھاویں ۔ کہ پودا
ہی دب جاوے ۔ اس ترکیب سے اوپر کے پتے ہی پتے
نظر آویں گے ۔ احتیاط رکھیں ۔ کہ ناکارہ گھاسیں نہ
اُگنے پاویں ۔ اور دو ہفتہ بعد قطاروں کو پانی سے خوب
تر کر دیں ۔ جب یہ پودے پورے طور پر بڑھ چکیں گے
تو خود بخود پتے مُرجھانے لگیں گے ۔ اور اس وقت سلاد
کے طور پر کھانے کے لئے ان کو توڑ لیا جاتا ہے (سلاد
سے مراد سرکہ لچھا ہے) پہاڑ میں بھی کاشت کی وہی
ترکیب ہے ۔ جو میدانوں کے لئے بیان کی گئی ہے ۔
البتہ بونے کے موسم میں فرق ہے ۔ جو ہم اوپر لکھ
آئے ہیں ✢

سلیرئیک ۔ یہ بھی سلری کی ایک قسم ہے ۔ اس کی
شاخیں شلجم کی جڑ کی طرح ہوتی ہیں ۔ میدانوں میں
اسے ماہ اگست کے وسط سے اکتوبر کے آخر تک بو
سکتے ہیں ۔ اور پہاڑوں پر فروری کے آخیر سے ماہ مئی
کے آخر تک بو سکتے ہیں ۔ اس کے بونے کا وہی طریقہ



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

پتے نکلتے ہیں - جو قابل استعمال ہوتے ہیں - اس فصل
کے بونے کی ترکیب معمولی ہے - کیاریوں میں بیج
چھڑکواں بودیں - اور جب پودے نکل آویں تو انہیں
چھانٹ دیں - بایں انداز کہ پودوں کا آپس میں چار
یا پانچ انچ فاصلہ ہو جاوے - اور جب یہ پودے پھوٹنے
لگیں - تو فصل کاٹ لو ٭

دوسری فصل جو اکتوبر میں بوئی جاوے - اس کے
بونے کا عمدہ طریقہ یہ ہے - کہ پہلے کیاریوں میں بیج
چھڑکواں بودیں - جب نکل آویں - اور دو ڈھائی
انچ اونچے ہو جاویں - تو انہیں اکھاڑ کر دوسری
کیاریوں میں قطار در قطار لگادیں - قطاروں کا
آپس میں فاصلہ پندرہ انچ رہے - اور پودوں کا
آپس میں بارہ انچ کافی ہے - ناکارہ گھاسوں سے
کیاریوں کو پاک رکھیں - اور جب موسم خشک ہو -
تو دوسرے تیسرے دن پانی دیتے رہیں - جب پتے بڑے
ہو جاویں - تو انہیں کسی درخت کے ریشے یا باریک سوت
سے گول کرکے اور آپس میں ملاکر باندھ دیں - جس
سے پتوں کا گولہ سا بن جاوے ٭

موسم برسات میں بھی لیٹوس بو سکتے ہیں - مگر
اس موسم میں اسے گملوں میں بوکر سایہ دار جگہ
میں رکھنا چاہئے ٭

[illegible]

[illegible]

میں ناکارہ گھاسیں نہ اُگنے دیں - اور جب موسم خشک ہو
تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دیدیں - پہاڑوں میں اسے گملوں
اور بکسوں میں بونا بہتر ہے - کیونکہ اس کی بہت ضرورت
نہیں ہوتی +

گانٹھ دار جڑوں والی چرول - دوسری قسم کی چرول
کا نام ٹیس رڈنڈ چرول ہے - اس کی نسبت بھی عالمان
علم نباتات کی رائے ہے - کہ یہ پودا ممالک یورپ کا
متوطن ہے - اس کی جڑیں ڈلدار موٹی اور گاؤدم ہوتی
ہیں - اس کی جڑیں پکائی جاتی ہیں - اور ذائقہ میں کسی
قدر شکرقندی سے ملتی ہیں - پہلی قسم کی چرول ڈال
کر اسے چٹ پٹی کر لیتے ہیں - اور خوش ذائقہ ترکاری
بن جاتی ہے - اس کی کاشت بہت کم کی جاتی ہے
مگر اگر کی جاوے - تو عمدگی سے ہو سکتی ہے +

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں - اور
پہاڑوں میں ماہ فروری کے آخیر سے ماہ اپریل کے آخیر
تک بو سکتے ہیں - کسی باغیچہ میں کیاریاں درست کر کے
ایک ایک گز فاصلے پر قطاریں بنائی جاویں - اور بیج
بوئے جاویں - جب پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں
تو انہیں چھانٹ دیں - بدیں انداز کہ ہر ایک پودے کا
آپس میں ۲ انچ فاصلہ رہ جائے - ناکارہ گھاسیں اکھاڑتے
رہیں - اور وقتاً فوقتاً پانی دیتے رہیں - جڑیں فروری کے
آخیر یا مارچ کے شروع میں قابل استعمال ہو جاویں گی
پہاڑوں میں بونے کی بھی یہی ترکیب ہے +

ہندوستان میں بڑا باقلہ بکثرت ہوتا ہے - مگر یہ ولایتی باقلہ کہلاتا ہے ❊

ہمارے بازاروں میں جو باقلہ بکتا ہے - اس کی پھلیاں اور بیج بہت چھوٹے ہوتے ہیں - اور اس کا بکل سیاہی مائل چکنا اور ڈلدار ہوتا ہے - نسل کے لحاظ سے یہ ولایتی باقلہ سے ملتا ہے - مگر صورت شکل میں بالکل مختلف ہے ❊

میدانوں میں بڑا باقلہ ماہ اکتوبر کے وسط سے نومبر کے آخیر تک بو سکتے ہیں - یہ باغیچوں کی عمدہ زمینوں میں جن میں خوب طرح سے کھاد دی گئی ہو - پیدا ہو سکتا ہے - پہلے کیاریوں میں خوب سڑی ہوئی گوبر اور بازاروں کے کوڑے کرکٹ کی کھاد ڈال کر ۹ انچ گہرا ہل چلایا جائے - یا کیاریاں پھاوڑے سے کھودی جاویں پھر سطح کو ہموار کرکے قطاریں بنائی جاویں - جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو - بیجوں کو ان قطاروں پر ہاتھ سے تین انچ گہرے سوراخ کرکے بو دیں بعض تجربہ کاروں کی رائے ہے کہ بیجوں کو بونے سے پہلے گھنٹہ دو گھنٹہ پیشتر پانی میں تر کر دیں - تاکہ جلد پھوٹ آویں - مگر یہ ترکیب ضروری نہیں ہے - بیج بونے ہی پانی سے تر کردیں ❊

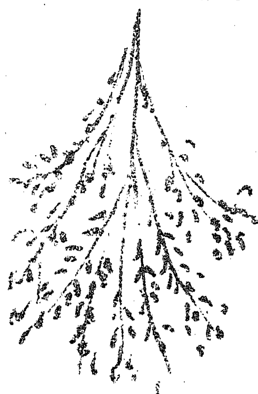
جب پودے تین فٹ اونچے ہو جاویں - اور پھولنے لگیں - تو انگلیوں سے کئی شاخوں کے سرے کل دینے چاہئیں - ورنہ تمام شاخیں پھول آویں گی - اور پودا کمزور پڑ جائیگا - پھلیاں بہت ہی کم آئیں گی بعض مالیوں

کی ناواقفیت کی وجہ سے بڑا باقلہ اس ملک میں اچھا نہیں
پیدا ہوتا۔ اس لئے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اسے اس جگہ
کی آب و ہوا ناموافق ہے۔ پہاڑوں میں بھی اس کے
بونے کی یہی ترکیب ہے۔ جو ہم نے میدانوں کی نسبت
بیان کی ہے۔ سوائے اس کے کہ بونے کے موسم میں
فرق ہے +

ولایتی سیم

سیم کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مگر یورپ والوں نے
اُن کو کھیے شمار بنا دیا ہے۔ ولایتی سیم انگریزوں کی وجہ
سے یہاں بہت اقسام کی پیدا کی جاتی ہے۔ مگر بعض
اوقات دقتیں بھی پیش آتی ہیں۔ لیکن استقلال کے
آگے سب حل ہو جاتی ہیں۔ فرینچ یا کڈنی قسم کی سیم
باغیچوں کے کنارے کنارے دیواروں پر خوب چڑھتی اور
پھیلتی ہیں۔ یا درختوں کے نیچے خوب پھولتی پھیلتی ہیں
کیونکہ پتوں کا سایہ انہیں مفید پڑتا ہے۔ زمین جہاں یہ
بوئی جائے۔ اگر سخت کنکریلی ہوگی۔ اور آس پاس کسی
قسم کا سایہ نہیں ہوگا۔ تو ضرور پیداوار میں ناکامی ہوگی
اونچے اور بڑے پھیلاؤ کے درخت کے پاس اس کو بوئیں
جہاں حرارت آفتاب سے اس کے پودے محفوظ رہیں +
اس کے تخم میدانوں میں ماہ اگست کے وسط سے
اکتوبر کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر شروع





[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

استعمال نہیں کرتا ۔ مگر ہندوستان
کا شاید ہی کوئی حصہ ہوگا جہاں
کے باشندے اسے نہ برتتے ہوں ۔
عالمان علم نباتات اسے سسلی
اور جنوبی فرانس کا باشندہ قرار
دیتے ہیں ۔ مگر وسط ایشیا میں
یہ بکثرت خود رو پایا جاتا ہے ۔
انگریز اسے کم استعمال کرتے
ہیں ۔ کیونکہ وہ اس کی تیزی سے گھبراتے ہیں ۔ میدانوں
میں اسے ماہ اکتوبر اور نومبر میں بو سکتے ہیں ۔ اور پہاڑوں
میں ماہ فروری اور مارچ میں بوتے ہیں +
لہسن کا بونا بہت آسان ہے ۔ یہ کھیتوں میں بویا
جاتا ہے ۔ کیونکہ اس قدر سستا ہوتا ہے ۔ کہ باغیچوں
میں اس کی کم گنجائش ہوتی ہے ۔ بونے کی عمدہ ترکیب
یہ ہے ۔ کہ کھیت میں مربع کاٹ کر اونچی قطاریں بنا
لی جاویں ۔ جن کا آپس میں ۹ انچ فاصلہ رہے ۔ لہسن
کے پوت[1] چھ چھ انچ کے فاصلہ پر بودیں ۔ تاکہ بڑی بڑی
گٹھیاں پڑیں ۔ خیال رکھیں کہ کھیت میں ناکارہ گھاسیں
نہ اُگنے پاویں ۔ اور جب موسم خشک ہو ۔ تو دو ہفتہ بعد
پانی دیدیں ۔ موسم گرما کے شروع میں پتے زرد پڑ جاتے
ہیں ۔ اور مرجھا کر گر پڑتے ہیں ۔ اس وقت لہسن زمین سے
کھودے جا سکتے ہیں +

[1] پوت سے مراد لہسن کی پھانکیں ہیں ۱۲ +

[illegible]

[illegible]

[illegible]

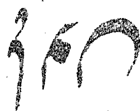
[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]





[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

کا فاصلہ آپس میں نو انچ کافی ہے ۔ اگر ضرورت ہو ۔ تو
ان کو پھر علیحدہ علیحدہ گملوں میں لگا سکتے ہیں ۔ اگرچہ
یہ پودا ایک دفعہ کا لگایا ہوا سالہا سال تک قایم رہ سکتا
ہے ۔ مگر تاہم بہتر یہی ہے ۔ کہ ہر سال تازہ بیجوں سے
اس کی کاشت کی جاوے ۔ پودا پھوٹنے پر آوے ۔ تو
فوراً اس کے سرے کاٹ کر سایہ میں خشک کریں
اور بوتلوں میں بھر رکھیں ۔ یہ پودا میدانوں کی نسبت
پہاڑوں پر بہت عرصہ تک عمدہ حالت میں رہ سکتا
ہے ۔ اس لئے ضروری نہیں ہے ۔ کہ ہر سال نئے بیج
بوئے جاویں ۔ اگر نئے پودے بھی لگانے منظور ہوں
تو قلمیں برسات کے موسم میں کاٹ کر نئی جگہ لگاویں ۔

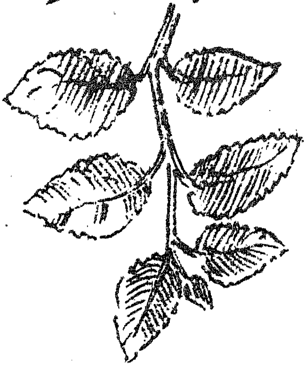
رائی سفید رائی

رائی کا ہمارے ملک میں زیادہ خرچ اچاروں میں ہوتا
ہے ۔ اور بھی کئی چیزوں میں استعمال ہوتی ہے ۔ عالمان
علم نباتات اسے جنوبی یورپ اور مغربی ایشیا کا متوطن
قرار دیتے ہیں ۔ انگریز اس کے سبز پودے سے سلاد اسکو
کی چٹنی وغیرہ کا کام لیتے ہیں ۔ اس کو گملوں اور بکسوں
میں بو دیتے ہیں ۔ اور جب پودے انچ دو انچ اونچے
ہو جاتے ہیں ۔ تو کاٹ کر استعمال میں لاتے ہیں +
اس پودے کی کاشت میں کچھ زیادہ تردد نہیں کرنا
پڑتا ۔ اگر رائی کے دانوں کی خاطر کاشت کی جاوے ۔ تو

اسے عمدہ طرح سے کیاریاں بنا کر قطاروں پر بونا چاہیئے
جن کا آپس میں ۲ فیٹ فاصلہ ہو۔ جب بیج پھوٹ آویں
اور پودے دو تین انچہ اونچے ہوجاویں۔ تو چھانٹ دیں۔
تاکہ ہر ایک پودے کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ
رہ جاوے۔ ناکارہ گھاسیں نہ اگنے دیں۔ اور جب موسم
خشک ہو۔ تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں۔ میدانوں
میں اسے ہر موسم میں بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں ماہ
مارچ سے ستمبر تک بونا چاہیئے۔ موسم برسات میں رائی
کے پودوں کو سایہ کی ضرورت ہوتی ہے ◆

پودینہ

ہمارے ملک میں بالعموم چٹنی کی خاطر بویا جاتا ہے
مگر ادویات کے لیئے اس کا عرق بھی عطار بکثرت کھینچتے
ہیں۔ اگر احتیاط رکھی جاوے۔ تو ایک مرتبہ کا لگایا
ہوا سالہا سال تک چلا جاتا ہے۔ خشک ہو کر بھی اپنے
موسم پر ہرا ہو جاتا ہے۔ اس کی کئی قسمیں ہیں۔ سپی
ارمنٹ۔ پیپر منٹ وغیرہ۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ
انگریزی پودینہ جسے سپی ارمنٹ کہتے ہیں۔ اس کا پتہ
چکنا اور تین نیزے کے پھل کی شکل کا ہوتا ہے۔
رڈ نگمنڈ پہاڑ واقع صوبہ مدراس میں یہ بہت عمدہ ہوتا
ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ وہاں سے لاکر اسے میدانوں میں
لگایا گیا۔ مگر وہ بات نہیں ہے۔ جو پہاڑ پر تھی۔ اس



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ہے ۔ جو اس کی جڑ میں پیدا ہوتی ہیں ۔ اس کا استعمال
لہسن کے طور پر ہوتا ہے ۔ عالمان علم نباتات اسے پلسٹائن
کا متوطن قرار دیتے ہیں ۔ میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر کے
درمیان بو سکتے ہیں ۔ اسے ہلکی مگر عمدہ زمین بہت
مرغوب ہے ۔ کیاریوں میں ایک ایک فٹ کے فاصلہ
پر قطاریں بناکر اس کی گٹھیوں کو چھ چھ انچ کے فاصلہ
پر بوتے ہیں ۔ علاوہ گٹھیوں کے اسے تخم سے بھی
کاشت کر سکتے ہیں ۔ موسم گرما کے شروع میں اسے زمین
سے کھود سکتے ہیں ۔ یا وہیں چھوڑ سکتے ہیں ۔ حسب
ضرورت جب چاہیں ۔ نکال سکتے ہیں ۔ فرمنجر صاحب فرماتے
ہیں ۔ کہ اس ملک میں انگریز اس کی ہستی سے بہت کم
واقف ہیں ✤

کھٹا پالک

یہ ایک قسم کا ولایتی پالک ہے ۔ انگریز اسے سلاد کے
کے طور پر استعمال کرتے ہیں ۔ مگر ہندوستانی معمولی پالک
کے طور پر اسے بناتے ہیں ۔ اس کی کئی قسمیں ہیں ۔
فرنچ سارل مشہور ہے ۔ اور اس کی خوشبو بہت اچھی
ہوتی ہے ۔ ڈاکٹر برڈوڈ صاحب لکھتے ہیں ۔ کہ انہوں
نے اسے کلکتہ میں اپنے باغ میں لگایا تھا ۔ عمدہ پیدا
ہوا ۔ مگر اسے سایہ درکار ہے ۔ جب ولایت میں بھی اسے
سایہ کی ضرورت ہے ۔ تو اس جگہ تو لازمی ہے ✤

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

میں بھی ایک قسم کی سیج پیدا ہوتی ہے - اور بہت کچھ ولایتی سیج کے مشابہ ہے - مگر وہ بات نہیں - ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں - کہ گزشتہ ۱۸۰۹ء میں اسے کلکتہ کے سرکاری باغ میں بویا گیا تھا - اور پانچ برس تک اس میں پھول نہیں آیا - اصل ولایتی سیج کا یہاں موسم گرما اور برسات میں قائم رہنا نہایت مشکل ہے - یہ پودا نہایت نازک ہے اور بہت احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے - جس زمین میں یہ بویا جائے - اس میں خیال رکھنا چاہیئے - کہ اس میں ایسا نشیب تو نہیں ہے - جو برسات کا پانی کھڑا رہیگا - تو پودے برسات میں ہی سڑ جائیں گے - اس کے لئے زمین عمدہ چاہیئے - جس میں کسی قدر ریت کا جزو ہو *

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں - اور پہاڑوں میں شروع مارچ سے مئی کے آخیر تک بو سکتے ہیں - پہلے اس کے بیج گملوں میں بونے چاہیئے - جب پودے تین یا چار انچ اونچے ہو جاویں - تو پھر یا تو دوسرے گملوں میں لگا دیں - یا کیاریوں میں لگا دیں - نومبر یا دسمبر میں اس کی قلمیں لے کر بھی لگا سکتے ہیں - پودوں کو قطار پر لگانا چاہیئے جن کا فاصلہ آپس میں آٹھ انچ ہو - اور پودوں کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ کافی ہے پہاڑوں میں اس پودے کی قلمیں اپریل یا موسم برسات میں کاٹنی چاہیئیں *

تھائیم

تھائیم ایک ولایتی نباتات ہے۔ جو خوشبودار مصالحہ کے
کے طور پر برتی جاتی ہے۔ عالمانِ علم نباتات اسے
جنوبی یورپ کا متوطن قرار دیتے ہیں۔ ایک ڈاکٹر صاحب
لکھتے ہیں۔ کہ کلکتہ کے سرکاری باغ میں یہ بیس سال
سے زیادہ عرصہ تک بغیر شگوفہ لانے کے اُگتا رہا۔ فرنچر
صاحب کا قول ہے۔ کہ انہیں اس پودے کو موسم
گرما اور برسات میں بحال رکھنے میں سخت دقت پیش
آتی۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ انجام میں میں اس نتیجہ پر پہنچا
ہوں۔ کہ ماہ اکتوبر میں اس کے بیج بوئے جاویں۔ اور موسم
گرما کے شروع میں پودوں سے پتے توڑ کر سایہ میں
خوب خشک کر لئے جاویں۔ اور پھر بوتلوں میں بند کر
کے اچھی طرح سے کاگ کا ڈاٹ لگاویں۔ حسب ضرورت
نکال کر استعمال کریں ❊

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر میں بو سکتے ہیں۔ اور
پہاڑوں پر وسط مارچ سے مئی کے اخیر تک لگا سکتے ہیں
بیجوں کو گملوں میں بو کر سایہ کے رُخ رکھیں۔ اور
ان میں ذرہ دار دریا کی ریت پتی کی کھاد اور باغیچہ کی مٹی
مساوی مقدار میں بھر دیں۔ فوارے سے پانی دیا کریں۔ جب
پودے دو تین انچ اونچے ہو جاویں۔ تو انہیں دوسرے
گملوں میں تھوڑے تھوڑے کرکے لگاویں۔ تمام گملوں

میں بھی وہی ہر سہ اشیا مساوی وزن میں بھر دیں - جب یہ
کچھ اور بڑے ہو جاویں - تو تیسری مرتبہ بڑے بڑے گملوں
میں وہی تین چیزیں بھر کر انہیں منتقل کر دیں - دوسرے
تیسرے دن فوارے سے پانی دیا کریں - مگر یہ خیال رہے
کہ مٹی بہت خشک نہ ہونے پاوے ؁

موسم گرما کے شروع میں سرے کاٹ کر سایہ میں
خشک کر کے بوتلوں میں بھر لیں - ایک ایک پودے کئی
سال تک قائم نہیں رہ سکتے - بہتر ترکیب یہی ہے - کہ
ہر سال ان کو بویا جائے ؁

پہاڑوں میں موسم بہار کے آغاز میں گملوں میں بیج بو
دیں - اور ایک سال تک انہیں میں رہنے دیں پھر گملوں
میں سے نکال کر زمین میں لگاویں جب تک پودے
گملوں میں رہیں - کسی قدر سایہ میں رکھیں - جب زمین
میں لگاویں - تو سایہ کا نام تک پاس نہ آنے دیں - زمین
عمدہ انتخاب کریں - جس میں ناکارہ گھاسیں اور جھاڑیاں
نہ ہوں ؁

پیاز

پیاز ہندوستان میں ایک نہایت مشہور چیز ہے - اس
ملک کے ہر حصہ میں پایا جاتا ہے - اگرچہ اہل ہنود کا
ایک حصہ اسے استعمال نہیں کرتا - مگر باقی تمام قومیں
اسے شوق سے کھاتی ہیں - زیادہ تر یہ مصالحہ میں ڈالا

جاتا ہے۔ مگر اور کئی طرح سے بھی برتا جاتا ہے۔ اس کا
اچار ڈالتے ہیں۔ سرکہ میں ڈال کر کھاتے ہیں۔ دالوں میں
داغ کیا جاتا ہے۔ چٹنیوں کے ساتھ پیسا جاتا ہے۔ بہت
سے شوقین آدمی اس کی ترکاری بھی بنواتے ہیں +

عالمان علم نباتات اسے ملک افریقہ کا متوطن قرار دیتے
ہیں۔ مگر دنیا کے تمام حصوں میں زمانہ قدیم سے اس کی
کم و بیش کاشت ہوتی رہی ہے۔ میدانوں میں پیاز کو وسط
ماہ اکتوبر سے نومبر کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ ہندوستان
میں پٹنہ کا پیاز اور بمبئی کا پیاز بہت مشہور ہے۔ مگر مصری
پیاز سب سے سبقت لے گیا ہے۔ اگر مصر سے اس پیاز
کے تخم بحفاظت تمام منگوا کر کاشت کریں۔ تو امید ہے کہ
کامیابی ہوگی۔ بڑی خرابی یہ ہے۔ کہ پیاز کے بیج بہت
جلد خراب ہو جاتے ہیں۔ اس لئے نہایت احتیاط سے
کام لینا چاہئے +

پیاز کے پودے عمدہ زمین کو پسند کرتے ہیں جس میں کسی
قدر ریت کا جزو ہو۔ اور اس میں کھاد اچھی طرح سے دی
گئی ہو۔ چونکہ پیاز کی جڑیں بہت گہرائی تک نہیں جاتیں
اس لئے گہری کھدائی کی ضرورت نہیں ہے۔ کیاریوں میں
کھاد مجموعی دے کر مٹی کے ساتھ ایک جان کر دیں۔ تاکہ
چھ چھ انچ گہرائی تک کھاد اور مٹی ایک ہو جاویں۔ کھاد
مجموعی ایسی لینی چاہئے۔ جو خوب سڑی ہوئی ہو۔ اگر اپلے
اور لکڑی کی راکھ کا بھی جزو شامل کر دیا جاوے۔ تو اور
مفید ہے +

پیاز کے بیج کیاریوں کی قطاروں پر جن کا آپس میں
ایک ایک فٹ فاصلہ ہو۔ چھڑکواں بونے چاہئیں۔
اور ہلکا سا اوپر سے مٹی کا غلاف دیویں۔ اس کا
بونے کا بہترین موسم ۱۵ اکتوبر سے یکم نومبر تک ہے
جب بیج پھوٹ کر چھوٹے چھوٹے پودے نکل آویں
تو انہیں چھانٹنا شروع کریں۔ اس طرح پر کہ پودوں
میں آپس میں ۴ یا ۵ انچ کا فاصلہ رہ جاوے۔ ان
پودوں کو کچھ دنوں بعد کسی دوسری جگہ بھی اکھاڑ کر
لگا سکتے ہیں۔ مثلاً
اگر اور کسی نباتات
کی کیاریوں میں
اس کو ایک ساتھ
لگانا منظور ہو یا
کوئی فالتو جگہ
رہ گئی ہو۔ اس
میں لگانے کی
ضرورت ہو۔ تو
ان کو اکھاڑ کر
لگا سکتے ہیں۔
جو پیاز کے پودے
وسط جنوری سے پہلے ایک جگہ سے اکھاڑ کر دوسری
جگہ لگائے جاتے ہیں۔ وہ موسم گرما کے آغاز میں
پھولنے لگ جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے عمدہ پیاز

سکے گٹھیوں کی توقع نہیں رکھ سکتے ۔

پیاز کے کھیتوں یا کیاریوں کو ناکارہ گھاسوں سے
پاک رکھیں ۔ اور جب موسم خشک ہو ۔ تو ہفتہ میں ایک
دو مرتبہ پانی دیدیں ۔ اکثر ہوتا ہے ۔ کہ ابھی پیاز کی گٹھی
آدھی ہی ہوتی ہے ۔ کہ پتے زرد ہوکر مرجھانے لگتے ہیں
جب یہ صورت نظر آوے ۔ تو فی الفور لکڑی یا اُپلوں
کی راکھ سطح کیاریوں پر ہفتہ میں ایک یا دو دفعہ ڈالیں
اور پھر پانی دیں ۔ جب پیاز کی گٹھیاں پوری جسامت
کو پہونچ جاویں ۔ تو پانی دینا کم کر دیں ۔ جب پتے زرد
اور خشک ہونے کے آثار ظاہر نہ کریں ۔ تو ان کا جوڑا
سا باندھ دیں ۔ تاکہ وہ زمین کی طرف کو دبنی ہو کر جھک
پڑیں ۔ جب پتے بالکل خشک ہوجاویں ۔ تو فصل کھود
لیں ۔ پیاز کو پہلے خوب دھوپ میں خشک کر لیں
پھر کھیتوں اور بوریوں میں بھر لیں ۔ ورنہ سیاہی مائل
ہو جاویں گے ۔

اگر پیاز کی عمدہ تخم حاصل کرنے ہوں ۔ تو بہت
بڑے بڑے اور صحیح و سالم پیاز کے گٹھے چھانٹ کر
ماہ اکتوبر میں کیاریوں کی قطاروں پر جن کا آپس میں
دو دو فٹ فاصلہ ہو ۔ بو دیں ۔ اور گٹھوں کا آپس میں
۱۸ انچ کافی ہے ۔ گٹھے بونے سے پہلے ان کی چوٹی
کو تیز چاقو سے کتر کر پھینک دیں ۔ اس ترکیب سے
پتے بہت بڑھیں گے ۔ اور پھول اچھے آئیں گے
اور آخرکار نہایت عمدہ بیج پڑیں گے ۔ فرمیجر صاحب

رکھتے ہیں - کہ اگر ممالک غیر کے بیجوں سے کاشت کرنی منظور ہو - تو پہلے بیجوں کو ناندوں یا گملوں وغیرہ میں بونا چاہئے - اور پھر جب پودے تین چار انچہ اونچے ہو جاویں - تو باقاعدہ کیاریوں میں لگا دیں مگر گہرا نہ بو دیں - پانی ہفتہ میں دو تین مرتبہ دیتے رہیں ؛

موسم گرما کی ترکاریاں

کدو - سیتاپھل

کدو جسے میٹھا کدو - سیتا پھل اور تمہرا بھی کہتے ہیں - ہندوستان کی عام ترکاری ہے - اور بہت کثرت سے استعمال کی جاتی ہے - اہل ہنود میں اس کا بہت خرچ ہے - انگریز بھی اُبال کر کھاتے ہیں - کدو جب پک کر سرخ ہو جاتا ہے - تو اس کا حلوا بہت اچھا بنتا ہے - یہ کچا بھی کھایا جاتا ہے - اور جب پک کر سفیدی یا سرخ پڑ جاتا ہے - تو اسے توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر کے بھر لیتے ہیں - اور موسم سرما میں کاٹ کاٹ کر رکھتے ہیں - اور تمام سرما میں کاٹ کاٹ کے

کر بیچتے ہیں۔ اور سالم بھی بہت بک جلتے ہیں۔
بعض بعض کدو بڑے مٹکوں کے برابر ہوتے ہیں
بعض کدو چپٹے ہوتے ہیں۔ اور بعض گول۔ بہت سے
کدو چھانٹ کر خشک کرنے کے لئے لٹکا دیئے جاتے ہیں
اور ان کے ستار وغیرہ کے لئے تونبے بنائے جاتے ہیں۔
سبز کدو کا چھلکا سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ جب کاٹا
جاتا ہے۔ تو اس کے اندر ریشوں میں لپٹے ہوئے بیج
ہوتے ہیں۔ جن کو نکال کر پھینک دیا جاتا ہے۔

میدانوں میں اسے شروع ماہ فروری سے جولائی کے
وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر ماہ مارچ کے
وسط سے جون کے آخیر تک بوتے ہیں۔ ہندوستانی اس
کی دو فصلیں قرار دیتے ہیں۔ ایک گرمی ایک برسات۔
گرمی کی فصل کی بیلیں زمین پر چلتی ہیں۔ اور کدو زمین
پر ٹکے رہتے ہیں۔ برسات کی فصل کے لئے ٹیک دینے
کی ضرورت ہے۔ ورنہ بیلیں پانی کی بہتات کی وجہ سے
سڑنے لگتی ہیں۔ چھپروں اور کوٹھوں پر چڑھا دینا
مناسب ہے۔

کدو باغیچوں اور کھیتوں کی عام زمینوں میں پیدا
ہو جاتا ہے۔ اگر بونے سے پہلے کیاریوں میں عمدہ طرح
سے کھاد مجموعہ ڈالدی جاوے۔ تو بڑے بڑے کدو پیدا
ہوتے ہیں۔ کدوؤں کی فصل گرما فروری سے اپریل
کے آخیر تک بو سکتے ہیں۔ اور فصل برسات ماہ جون
کے وسط سے جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں۔

[illegible]

[illegible]

ނިމުނީ

کے آخر میں بویا جاتا ہے ۞

میدانوں میں اسے ماہ فروری کے وسط سے اپریل
کے وسط .... تک بو سکتے ہیں۔ پہاڑوں
پر مارچ کے وسط سے جون کے وسط تک بو سکتے ہیں
کیاریوں یا کھیتوں میں چھ چھ فٹ کے فاصلہ پر ہاتھ
سے سوراخ کرکے تین تین چار چار بیج بو دیں۔ جب
اگ آویں۔ تو کمزور چھانٹ دیں۔ مضبوط رہنے
دیں۔ اگر سب یکساں ہوں۔ تو دو ایک نکال دیں۔
مگر یہ خیال رہے۔ کہ جہاں بیج بوئے جاویں۔ اس
جگہ کھاد مجموعہ اچھی طرح سے ڈالی گئی ہو۔ ولایتی
کدو کی بیلوں کو ٹیک دینے کی کچھ ضرورت نہیں ہے ۞

پیٹھا

پیٹھا بھی کدو کی ایک قسم
ہے۔ مگر یہ ترکاری کے طور
پر بہت کم استعمال ہوتا ہے
اس کے مغز کی نہایت لذیذ
اور نفیس مٹھائیاں تیار ہوتی
ہیں۔ اور بڑیاں بنائے ہیں
بہت برتا جاتا ہے۔ مذہبی خیال سے بہت سے اشخاص
اس کو اپنے ہاتھ سے توڑتے نہیں۔ اور کئی مذہبی
رسوم میں یہ کام آتا ہے۔ اس کی بیلیں بہت دور

دور تک چڑھ جاتی ہیں۔ پیٹھا شروع شروع میں روئگٹے
دار ہوتا ہے۔ مگر جوں جوں بڑھتا جاتا ہے۔ ویسے ہی
چکنا ہوتا جاتا ہے۔ اس کا چھلکا باہر سے سفید ہوتا
ہے۔ سہارنپور کے پاس بکثرت ہوتا ہے ✤

میدانوں میں اسے ماہ مئی کے وسط سے جولائی
کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر پیدا نہیں
ہوتا۔ بنگال میں اس کی بیلیں لوگ چھپر اور چھتوں
پر چڑھا دیتے ہیں۔ مگر سہارنپور میں بغیر کسی ٹیک
کے زمین پر بہت اچھا پیدا ہوتا ہے۔ اس کے لئے
زمین ایسی انتخاب کرنی چاہئے۔ جس میں کسی قدر
ریت کا بھی جزو شامل ہو۔ پانچ فٹ کے فاصلہ پر
ہاتھ سے سوراخ کرکے پانچ پانچ چار چار بیج بو دیں۔
جب پھوٹ آویں۔ تو کمزور اکھاڑ دیں۔ اور مضبوط رہنے
دیں۔ یا حسب ضرورت چھانٹ دیں۔ سڑی ہوئی کھاد
مجموعہ بونے سے پہلے کیاری میں ڈال دیں۔ یا اگر
زمین پہلے سے طاقتور ہو۔ تو کھاد کی ضرورت نہیں۔
جب تک بیلیں زمین کو ڈھانپ نہ لیں۔ تب تک
برابر ناکارہ گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں۔ کبھی کبھی بیلوں
کو اٹھا کر دیکھ لیں۔ کہ پتے کسی وجہ سے سڑتے تو
نہیں۔ کیڑے مکوڑوں کا خیال رکھیں۔ کہ کھیت یا
کیاریوں میں دخل نہ پاویں ✤

———)(✤)(———

لوکی

لوکی جسے گھیا بھی کہتے ہیں۔ کدو کی ایک ملائم قسم ہے اور ہندوستان میں ہر جگہ بافراط پائی جاتی ہے۔ لوکی کی بیل چڑھتی ہے۔ اور پھیلتی ہے۔ باہر سے اس کا رنگ سفیدی مائل سبز ہوتا ہے۔ اندر سے سفید گودا نکلتا ہے۔ اور بیج بہت نرم ہوتے ہیں۔ جب لوکی اعتدال سے زیادہ دیر بیلوں میں رہنے دی جاتی ہے۔ تو اس وقت وہ پک جاتی ہے۔ اور کھانے کے کام کی نہیں رہتی۔ بعض لوکیاں گول ہوتی ہیں۔ اور بعض لمبی بوتل نما +

میدانوں میں اسے شروع مارچ سے ماہ جولائی کے وسط تک بو سکتے ہیں۔ اور پہاڑوں میں اسے شروع اپریل سے مئی کے آخیر تک بو سکتے ہیں۔ لوکی ہر ایک ایسی زمین پر جس میں نباتات پیدا ہوتی ہے۔ بآسانی نشو و نما ہو جاتی ہے۔ مگر ایسی زمین کو بہت ہی پسند کرتی ہے۔ جس میں کسی قدر ریتو جزو ہو۔ اور خوب کھاد دی گئی ہو۔ بونے کا طریقہ وہی معمولی ہے۔ جو کدو اور سیٹھے کے ضمن میں بیان ہو چکا ہے۔ اس کی بھی دو فصلیں ہوتی ہیں۔ ایک فصل گرما اور ایک فصل برسات فصل گرما کو خوب پانی دینا چاہیئے۔ یہ ہموار زمین پر بوئی جاتی ہے۔ مگر فصل برسات کو قطاروں پر بونا چاہیئے

جن کا آپس میں چھ چھ فٹ کا فاصلہ ہو - اور جب پودے پانچ چھ انچ اونچے ہو جاویں - تو انہیں ٹٹیوں پر چڑھا دینا چاہیئے - دہقانی آدمی لوکی بیلوں کو بالعموم موسم برسات میں اپنے چھپروں اور چھتوں پر چڑھا لیتے ہیں پہاڑوں میں جس قطعہ میں لوکیاں بوئی جاویں - وہ سورج کے رخ ہونی چاہئیں +

ٹنڈے یا ٹینڈس

ٹینڈس یا ٹینڈے جن کو پنجابی میں ٹنڈ کہتے ہیں مشہور ترکاری ہے - دہلی کی جانب یہ بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں - مگر عام طور پر یہ چھوٹے شلجم کے برابر پائے جاتے ہیں - بعض بعض چھوٹے خربوزے کے برابر ہوتے ہیں - ان کا رنگ سیاہی مائل سبز ہوتا ہے - جب بیلوں میں لگنے شروع ہوتے ہیں - تو ان پر کسی قدر روئیں ہوتی ہے - مگر جوں جوں بڑے ہوتے جاتے ہیں - روآں جھڑتا

جاتا ہے - اس کی ترکاری بہت ترکیب سے اور مصالحدار
بنائی جاوے - تو لذیذ ہوتی ہے - ورنہ بدذائقہ اور پھیکی
بنتی ہے - سُنا ہے - کہ انگریز اسے چھیل کر ٹکڑے کرکے
اور بیج نکال کر دودھ میں گلوا کر کھاتے ہیں - اوپر
سے نمک اور کالی مرچ چھڑک لیتے ہیں +

میدانوں میں اسے وسط جون سے جولائی کے آخیر
تک بو سکتے ہیں - مگر پہاڑوں پر یہ پیدا نہیں ہوتا لیکن
لاہور میں ٹینڈے مئی کے آخیر اور جون کے شروع میں
بکثرت فروخت ہونے لگتے ہیں - معلوم ہوتا ہے - کہ لاہور کے
گرد نواح کے مالی بہت اگیتی فصل تیار کرتے ہیں - لیکن
اُن کا ذائقہ اچھا نہیں ہوتا کیاریوں میں ایک ایک گز کے
فاصلہ سے ہاتھ سے سوراخ کرکے تین تین چار چار
بیج بوئے جاتے ہیں - اور معمولی احتیاط جو کدو اور
لوکی کے ضمن میں بیان ہوئی رکھی جاتی ہے - جب
پودے تین چار انچ کے ہو جاتے ہیں - تو چھانٹ دیتے
ہیں - تاکہ بیلیں اچھی طرح سے پھیلیں ٹینڈے ایسی
زمین میں بونے چاہئیں - جس میں کسی قدر ریت کا جزو
ہو - اور ہلکی کھاد بھی دی گئی ہو - سخت زمین میں ٹینڈے
نہیں پیدا ہوا کرتے - وڈرو صاحب لکھتے ہیں کہ گجرات
اور سندھ کی جانب ٹینڈے موسم گرما میں ایسے مقامات
میں پیدا ہوتے ہیں - جن کی بناوٹ بنگال کے پانوں
کے گھروں سے مشابہت رکھتی ہے - مگر ممالک مغربی
وشمالی و اودھ اور پنجاب میں ان کی کاشت معمولی طور

سے زمین پر کی جاتی ہے۔ کوئی خاص تردّد نہیں کیا جاتا۔

بھنڈی

بھنڈی جسے اکثر بھنڈی توری بھی کہتے ہیں۔ موسم گرما اور برسات کی ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے۔ جب بھنڈیاں اعتدال سے زیادہ پودوں پر رہنے دی جاتی ہیں۔ تو پک کر کھانے کے کام کی نہیں رہتیں بیج بڑے اور پوست سخت ہو جاتا ہے۔ ہندوستان کی بھنڈیوں پر روئیں ہوتے ہیں۔ مگر جو بھنڈیاں امریکہ کے تخموں سے بوئی جاتی ہیں۔ ان پر رواں نہیں ہوتا ٭

میدانوں میں اسے شروع ماہ مارچ سے جولائی کے اخیر تک بو سکتے ہیں۔ یوں تو بھنڈیاں باغیچوں کی معمولی زمین پر پیدا ہو جاتی ہیں۔ مگر ایسی زمین انہیں بہت مرغوب ہوتی ہے۔ جس میں کسی قدر ریت کا جزو شامل ہو۔ اور خوب طرح کھاد مجموعہ دی گئی ہو۔ پہلے کسی کیاری میں تخم بو دیئے جاویں۔ جب پودے چار پانچ انچ اونچے ہو جاویں۔ تو انہیں قطاروں پر دو دو فٹ کے فاصلہ پر لگاویں۔ اور قطاروں میں بھی اتنا ہی فاصلہ رہنا چاہیئے۔ یا ہموار کیاریوں کی سطح

تاکہ بیلیں بآسانی اوپر کو چڑھ سکیں۔ جب تک بارش نہ ہو۔ تب تک ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں۔ جب بارش شروع ہو جائے۔ تو پھر زیادہ تردّد کی ضرورت نہیں ہے۔ ناکارہ گھاسوں سے کیاریوں کو پاک رکھیں۔ ان سیموں کی بیلوں سے اکتوبر اور نومبر تک پھلیاں اترتی رہتی ہیں۔ فرمنجر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ اگرچہ یوروپین اصحاب کو کھانچ یا تھوڑ سیم سے کم واقفیت ہے۔ مگر ذائقہ میں یہ نہایت عمدہ ہوتی ہے۔ ہیڈبرگ صاحب لکھتے ہیں۔ کہ یہ سیم یوروپ کے باغیچوں کی سیموں سے کسی حالت میں کمتر نہیں ہوتی ☆

لوبیا

لوبیا ہندوستان میں ایک عام ترکاری ہے۔ اس کے بیج نکال کر اور سکھا کر بطور دال کے استعمال کئے جاتے ہیں۔ کچی پھلیاں کتر کر چھونک لی جاتی ہیں۔ یوروپین اصحاب بھی اسے اُبال کر کھاتے ہیں ہندوستان میں بھی لوبئے کی چند قسمیں ہیں۔ باغیچوں میں جو لوبیا پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پھلیاں پتلی اور ملائم ہوتی ہیں۔ اور بیج بھی بہت چھوٹے چھوٹے ہوتے ہیں کھیتوں میں جو لوبیا پیدا ہوتا ہے۔ اس کی پھلیاں بہت لمبی اور بیج بڑے ہوتے ہیں۔

میدانوں میں اسے شروع ماہ جون سے جولائی کے

بعض موٹی وسط میں سے زیادہ موٹی ہوتی ہے۔ جب
ابل جاتی ہیں۔ تو چھلکا اتار کر پھینک دیتے ہیں
اور گودا کھاتے ہیں۔ اور گودا کھاتے ہیں۔ یوں تو
شکرقند ہر ایک زمین پر اور سبزی کی طرح عمدگی سے
پیدا ہو سکتی اور بوئی جا سکتی ہے۔ مگر ریتلی زمین میں
جس پر ہلکی کھاد بھی ڈال دی گئی ہو۔ خاصکر شکرقندیاں
بہت افراط سے اور عمدہ پیدا ہوتی ہیں۔ عام طور پر
اس کی کاشت قلموں سے ہوتی
ہے۔ جو ایسی بیلوں سے کی
جاتی ہیں۔ جو پچھلے موسم میں
بوئی گئی تھیں۔ قلمیں ایسی
جگہ سے کاٹی جاتی ہیں۔ جہاں
سے نئی جڑیں پھوٹ آئی

ہوں۔ اور نئے کلے نکلے ہوں۔ یہ موسم گرما کے شروع
میں نکلتے ہیں۔ اور قلموں کو کیاریوں میں ۱۸ انچ کے
فاصلہ پر لگا دینا چاہیئے۔ پھر خود بخود بیلیں پھیل
جاتی ہیں۔ پتلی پتلی شکرقندیاں بھی ڈیڑھ ڈیڑھ فٹ
کے فاصلہ پر گاڑ دیتے ہیں۔ اور ان سے بیلیں بڑھ
جاتی ہیں۔ بعض اس حصّہ کو بوتے ہیں۔ جو شکرقند کو
اور پودے کے موٹے تنہ کے وسط میں ہوتا ہے
پہلی فصل سے یہ حاصل کر کے ریت میں داب دیئے جاتے
ہیں۔ اور بوائی کے وقت ان کو نکال لیتے ہیں ٭
شکرقند کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔ سرخ اور سفید سفید

[illegible]

بڑا سیم

بڑی سیم - اکثر ایک مرتبہ لگا کر اونچے درختوں پر
چڑھا دیتے ہیں - موسم پر پھلیاں اُترتی ہیں - ہر سال لگانے
کی ضرورت نہیں - اس کی پھلیاں شمشیر نما ہوتی ہیں
بعض ایک فٹ لمبی ہوتی ہیں - بعض کچھ کم - بیج ان
میں سے سفید اور سرخ نکلتے ہیں - اگر کچی توڑی جاویں
تو خاصی بنتی ہیں - اکتوبر اور نومبر میں پھلیاں بکثرت
ہو جاتی ہیں ٭

میدانوں میں اسے وسط اپریل سے جون کے آخر تک
بو سکتے ہیں - مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتی - اس
کے بونے کی یہ ترکیب ہے - کہ باغیچہ میں قطاریں
بنا کر جن کا فاصلہ آپس میں قریب ۵ فٹ کے ہو -
ایک ایک فٹ کے فرق سے بیج بو دیں - مگر خیال
رہے - کہ بیج ۳ انچ گہرے بوئے جائیں - بونے کے
پیشتر قطاروں پر اگر عمدہ سڑی ہوئی کھاد ڈال دی
جائے - تو مفید ثابت ہوگی - بہتر ہے - کہ قطاروں کی
مٹی اور کھاد ایک جان کرکے پھر تخم بوئے جاویں -
جب پودے چند انچ اونچے ہو جاویں - تو مضبوط اور
خشک درختوں کی لمبی لمبی چھڑیاں یا بانس [illegible] ٹیک
لگائے جاویں - یا جب بیلیں اونچی ہو جاویں - تو اُس
پاس کے درختوں پر چڑھا دی جاویں - ناکارہ گھاس نہ

اُگنے دیں - اور اگر کوئی ٹیک بو دی یا خراب ہو جائے تو اس کی جگہ اور لگا دیں - زیادہ تردّد کی کوئی ضرورت نہیں - خشک موسم میں ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دینا چاہئے ؎

کریلا

کریلا - ہندوستان میں ایک ہر دلعزیز ترکاری ہے - گو اس کے نام سے ہی کڑواہٹ کا خیال ہو جاتا ہے مگر جس وقت ترکیب سے بنایا جاتا ہے - اس وقت ذائقہ میں اچھی سے اچھی ترکاریوں کو مات کر دیتا ہے کریلے موسم گرما میں بکثرت استعمال میں آتے ہیں لیکن موسم برسات میں بن کریلے چل پڑتے ہیں جنہیں ککوڑے بھی کہتے ہیں - اس کی ہلکی سی بیل زمین پر چلتی ہے اس کی ہر سال کاشت کی جاتی ہے - جب موسم خشک ہو جاتا ہے - تو بیلیں مرجھا جاتی ہیں - بعض بعض کریلے سات سات آٹھ آٹھ انچ لمبے ہوتے ہیں چھوٹے کریلوں کے بیج عموماً سفید نکلتے ہیں - اور بڑے

کریلوں کے بیج سرخ جھلی میں لپٹے ہوئے برآمد ہوتے ہیں۔ ان کا پیٹ چاک کرکے مصالحہ بھرا جاتا ہے۔ مگر بیج نکال کر پھینک نہیں دیئے جاتے ٭

میدانوں میں کریلے شروع مارچ سے لے کر وسط ماہ جولائی تک بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں یہ پیدا نہیں ہوتے۔ جو کریلے مارچ یا اپریل کے شروع میں بوئے جائیں۔ ان کو ٹہنی دینے کی ضرورت نہیں۔ مگر جو جون اور جولائی میں بوئے جاویں۔ ان کو جب پودے چند انچ بڑھ جاویں۔ ٹہنیوں پر چڑھاویں۔ وجہ یہ ہے۔ کہ برسات میں زمین پر پڑی پڑی بیلیں سڑ جاتی ہیں۔ کریلے بونے کی ترکیب سہل ہے۔ کیاریوں کو درست کرکے اچھی طرح سے کھاد مجموعہ ڈال کر مٹی اور کھاد کو ایک جان کر لیا جاوے۔ اور پھر قطاریں بنائی جاویں جن کا آپس میں فاصلہ ۵ یا ۶ فٹ ہو۔ ان قطاروں پر تخم ۷ یا ۸ انچ کے فرق سے بوئے جاویں۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو چوتھے یا پانچویں دن پانی دے دیں۔ اور ناکارہ گھاسوں کو اکھاڑتے رہیں ٭

ککڑی

اگرچہ عام طور پر ککڑی کو کچی کھاتے ہیں۔ مگر اس کی ترکاری بھی بری نہیں ہوتی۔ ممالک مغربی و شمالی و اودھ اور پنجاب کے کئی اضلاع میں ککڑی کا استعمال

[illegible]

اس کی کاشت ہوتی ہے ❖

رتالو کی بونے کی ترکیب یہ ہے ۔ کہ اُس کے اوپر کا کچھ حصّہ کاٹ کر بوتے ہیں ۔ یا رتالوؤں میں سے جو جڑیں پھُوٹ نکلتی ہیں ۔ ان کو لگاتے ہیں ۔ میدانوں میں اس کے بونے کا موسم فروری سے مئی تک ہے اور پہاڑوں میں مارچ سے مئی تک ۔ رتالو کے ٹکڑے یا جڑیں اس طرح سے لگائی جاتی ہیں ۔ کہ پہلے زمین کو اچھی طرح سے درست کرکے اس میں خوب تخم ریز شدہ کھاد ملا لیتے ہیں ۔ جو بالعموم کھاد مجموعہ ہوتی ہے جب ملاتے ملاتے مٹّی اور کھاد ایک جان ہو جاوے تو دو دو فُٹ کے فاصلہ پر چار چار پانچ پانچ فٹ گہرے اور دو فُٹ چوڑے سوراخ کھودے جاتے ہیں ان سوراخوں میں پھر سطح کی مٹّی جس میں کھاد ملی ہوئی ہوتی ہے ۔ بھرنا چاہئے ۔ اور جب آٹھ نو انچ گہرائی رہ جاوے ۔ تو رتالوؤں کے ٹکڑے یا جڑیں لگا کر مناسب احتیاط کریں ۔ جس وقت کلّے پھُوٹ آویں ۔ اور چند انچ لمبے ہو جاویں ۔ تو ان کے سروں کو بانس کی جھفری پر چڑھاویں ۔ اگر دو چار بیلیں لگانی منظور ہیں ۔ تو کسی درخت یا چھپر پر بیل چڑھا سکتے ہیں ۔ مگر جب زیادہ کاشت منظور ہو ۔ تو بانس کی جھفری سے کام لینا چاہئے ❖

پہاڑوں پر بھی رتالو پیدا ہو سکتے ہیں ۔ لیکن چونکہ اس پودے کو زیادہ حرارت کی ضرورت پڑتی ہے ۔ اس لئے

ہیں ان جوڑوں ہیں جڑیں پھوٹ نکلتی ہیں - اور رفتہ رفتہ
رتالو بیٹھ جاتے ہیں - گو اس طرح سے بآسانی اور افراط
سے رتالو پیدا ہو جاتے ہیں - مگر وہ دُبلے پتلے رہتے
ہیں - بہترین ترکیب یہ ہے - کہ قطاروں پر ایک ایک
فُٹ کے فاصلہ پر رتالوؤں کے ٹکڑے لگائے جائیں
اور اُنہیں خوب نشو و نما ہونے دیا جائے - موسم خزاں
میں رتالو کھود لئے جاتے ہیں - رتالوؤں کے پتے اور
شاخیں مویشی بہت شوق سے کھاتے ہیں ؂

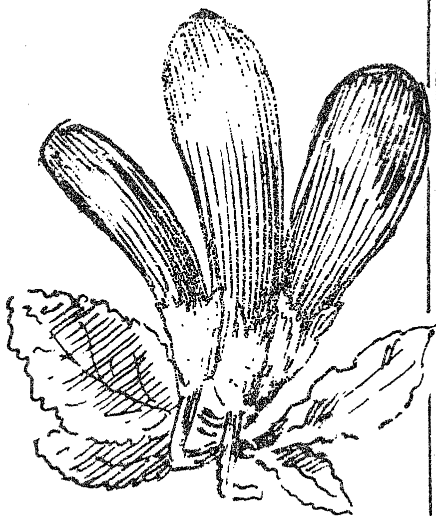
پلول

پلول ایک نہایت لذیذ ترکاری اور کمیاب ہونے کی
وجہ سے گراں ہے - پنجاب میں تو شاذ و نادر ہی لوگ
اس کے نام سے کم واقف ہیں - البتہ تنبولی انہیں
کبھی کبھی تھوڑے بہت منگواتے ہیں - اور چھ سات
آنے سیر فروخت کرتے ہیں - بنگالی اور ممالک مغربی
و شمالی کے باشندے انہیں بہت شوق سے کھاتے
ہیں - بعض اصحاب کو یہ غلط خیال ہے - کہ پلول
پانوں کا پھل ہوتا ہے - اصل بات یہ ہے - کہ ممالک
مغربی و شمالی و اودھ میں کاشتکار انہیں پانوں کی
کھیت میں بو دیتے ہیں - اور وہاں یہ بہت عمدگی سے
نشو و نما ہوتے ہیں - مگر یہ ضروری نہیں ہے - کہ
بغیر پانوں کے ساتھ بوئے یہ پیدا نہیں ہو سکتے بلکہ

ہے - کہ راولپنڈی سے دو چار میل کے فاصلہ پر بلول
کی کاشت تھوڑے قطعہ اراضی میں ہوتی ہے - اور کاشتکار
بہت بڑا فائدہ اٹھاتا ہے - اگر اس کی کاشت کی طرف توجہ
کی جائے - تو بہت فائدے متصور ہیں ✣

بلول کی بیل چڑھتی ہے - اور یہ پودا ایک مرتبہ
کا لگایا ہوا دیر تک بنا رہتا ہے - ہر سال بیل ہری
ہو جاتی ہے - اس کا پھل گاؤدم اور قریب چار انچ کے
لمبا ہوتا ہے - جب تک کچا رہتا ہے - تو اس کا رنگ
سبزی مائل سبز ہوتا ہے - اور جب پک جاتا ہے - تو
پیلا پڑ جاتا ہے ✣

میدانوں میں اسے شروع ماہ مئی سے جولائی کے وسط
تک بو سکتے ہیں - اور پہاڑوں پر یہ تین ہزار فٹ کی
بلندی سے اوپر پیدا نہیں ہو سکتا - اس کے بونے
کے لئے ہلکی زمین انتخاب کرنی چاہئے - جس میں ریت
کا بھی کسی قدر جزو اور اس میں فالتو پانی نہ رہ سکے
اور نشیب میں نہ ہو - تین تین فٹ کے فاصلہ پر
پانچ پانچ سات سات بیج بو دیں - جب پھوٹ جاویں
تو کمزور نکال دیں - اور طاقتور رہنے دیں - یا اگر سب
اچھے ہوں - تو رہنے دیں - مگر یہ خیال رہے - کہ پودے
گھنے نہ ہو جاویں - بیلیں زمین پر پھیلنے دیں - بعض
اس کی بیلوں کو درختوں اور جھونپڑوں پر بھی چڑھا
دیتے ہیں - مگر بعض تجربہ کاران کی رائے ہے - کہ
زمین پر بیل کے پھیلنے سے بلول اچھے لگتے ہیں - پانی



اور یہ بالعموم بھرتے بنانے کے کام آتے ہیں۔ بعض بالکل
گول اور سفید رنگ کے انڈے کی طرح ہوتے ہیں۔
جنرل جیکنسن فرماتے ہیں۔ کہ پٹنہ میں بینگن کی پانچ
قسمیں بہت مشہور ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں (۱) مانک
(۲) کوربھنٹہ (۳) بارہ ماسیہ (۴) ولایتی (۵) بھاٹہ ٭

میدانوں میں اسے ماہ اکتوبر۔ شروع مارچ اور شروع
جون میں بو سکتے ہیں۔ مگر پہاڑوں میں تین ہزار فٹ
کی بلندی سے اوپر پیدا نہیں ہوتا۔ شمالی ہند میں اس
کی سال بھر میں بالعموم تین فصلیں بوئی جاتی ہیں۔
پہلی ماہ اکتوبر کے آخر میں اس طرح سے بوتے ہیں۔
کہ کیاریاں سب طرح سے درست کرکے بیج چھڑک
دیتے ہیں۔ اور ۲ انچ اوپر گھاس سے چھپر چھا دیتے ہیں
پودے اسی جگہ بالشت تک نشوونما ہوتے رہتے ہیں۔ وسط
فروری میں یہ پودے اکھاڑ اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں میں
قطاروں پر لگائے جاتے ہیں۔ جن کا آپس میں ۱۸ انچ
کے قریب فاصلہ ہوتا ہے۔ اور پودوں میں آپس میں
۱۵ انچ کا فرق کافی ہے۔ ہفتہ میں ایک دفعہ پانی دے
دیتے ہیں۔ اور اکثر زمین کو گوڈتے رہتے ہیں۔ اس فصل
سے مارچ کے اخیر تک بینگن اترنے لگتے ہیں۔ اور جون
تک اترتے رہتے ہیں ٭

دوسری فصل وسط فروری سے مارچ کے اخیر تک
بوئی جاتی ہے۔ بیج چھڑکواں ڈالتے ہیں۔ جب پودے تین
چار انچ اونچے ہو جاتے ہیں۔ تو اکھاڑ کر باقاعدہ کیاریوں

میں لگاتے ہیں۔ باقی ترکیب وہی ہے۔ جو اوپر لکھی جا چکی ہے۔ مئی کے آخر میں اس فصل سے بینگن اترنے لگتے ہیں۔ اور قریب قریب تمام برسات اترتے رہتے ہیں +

تیسری فصل شروع برسات یعنے جون کے شروع میں بوتے ہیں۔ اور اس کے بونے کی وہی ترکیب ہے جو ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔ برسات کے خاتمہ پر اس فصل سے بینگن اُترنے لگتے ہیں۔ اور قریب قریب موسم خزاں میں اُترتے رہتے ہیں۔ تیسری فصل کسی قدر احتیاط طلب ہے۔ اگر بارش زیادہ ہوئی۔ اور کیاریوں میں پانی بھرا رہا ہو یا مٹی سخت یا بہت چکنی ہوئی۔ تو اکثر پودے پھولنے پھلنے سے پہلے ہی مرجاتے ہیں۔ اگر احتیاط رکھی جائے۔ تو فصل خاصی ہو جاتی ہے +

کالی توری

کالی توری کی بیل چڑہتی ہے۔ اور جب اس کا موسم ختم ہو جاتا ہے۔ تو خود بخود مرجھاکر سوکھ جاتی ہے قریب ایک فٹ تک لمبائی میں پہنچتی ہے۔ اور اس کے پوست پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تیز نہیں ہوتی ہیں۔ رنگ اس کا سیاہی مائل سبز ہوتا ہے۔ یہ باغیچوں کی معمولی زمین میں اچھی طرح سے پیدا ہو جاتی ہے۔ مگر بونے کے پیشتر اگر کیاری میں خوب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ނިމުނީ

آسان ہے۔ کیاریوں کو کسی
قدر گہرا کھود کر مٹی کو
خوب باریک کریں۔ اور
کھاد مجموعہ کا جزو دے
کر مٹی کے ساتھ ایک
جان کر دیں۔ پھر چودہ
چودہ انچ کے فاصلہ پر
قطاریں بنا دیں۔ ان پر
پانچ انچ کے قریب سوراخ کرکے چھوٹی چھوٹی ارویاں
چودہ انچ کے فاصلہ پر گاڑ دیں۔ اور اوپر سے مٹی ڈال
دیں۔ چوتھے پانچویں دن پانی دیتے رہیں۔ اور ناکارہ
گھاسیں کیاری میں اگنے نہ دیں۔ کبھی کبھی گوڈائی کرتے
رہیں ٭

پوئی

پوئی کی بیل ہوتی ہے۔ اور یہ بطور ساگ استعمال کی
جاتی ہے۔ اہل پنجاب و ممالک مغربی و شمالی و اودھ
اسے شاذ و نادر ہی استعمال کرتے ہیں۔ مگر اہل بنگال
اس کے بہت شائق ہوتے ہیں۔ چنانچہ اکثر بنگالی
اسے اپنے گھروں میں لگا لیتے ہیں۔ اس کے لگانے
کی ترکیب بہت ہی آسان ہے۔ کسی کونے میں یا
جس جگہ مناسب معلوم ہو۔ اگر ماہ جون میں پوئی کے

بیج یا اس کی قلم بو دی جاوے - تو اس کی بیل بلا تردد خود بخود بڑھنے لگے گی - جب یہ چند فٹ اونچی ہو جائے - تو اسے جعفری پر چڑھا دیں - یا کسی چھپر پر چونکہ اس کے پتے خاصے چوڑے ہو جاتے ہیں - اور بیل بہت گھنی پھیلتی ہے - اس لیئے سایہ خوب ہو جاتا ہے - اس کی شاخوں میں پتے کے پاس چھوٹے چھوٹے دانے ہوتے ہیں - جو پک کر بھر جاتے ہیں اور ان کو دابنے سے نہایت شوخ اودا اور سرخ رنگ برآمد ہوتا ہے - اگر ترکیب سے بنایا جائے - تو اس کا ساگ اچھا بنتا ہے *

چولائی کا ساگ

چولائی کا ساگ لذیذ ہوتا ہے - چولائی دو قسم کی ہوتی ہے - ایک جنگلی اور ایک باغیچوں کی - بنسبت باغیچوں کی چولائی کے جنگلی لذیذ معلوم ہوتی ہے - اور اکثر اصحاب اسے پسند کرتے ہیں - اس کی مختلف قسمیں ہیں مگر دو ایک زیادہ مشہور ہیں - مثلاً لال ساگ مرسا وغیرہ میدانوں میں اسے شروع اپریل سے جولائی کے آخیر تک بو سکتے ہیں - اور پہاڑوں میں بھی انہیں ایام میں بوئی جا سکتی ہے - اس کے بونے کی ترکیب سہل ہے - کیاریوں میں اٹھارہ اٹھارہ انچ کے فاصلے سے قطاریں بناکر ان پر بیج چھڑک دیں - اور اوپر سے مٹی کا

ہلکا سا غلاف دے دیں۔ یعنی مٹی کو باریک باریک اوپر
سے چھڑک دیں۔ جب پودے نکل آویں۔ تو جہاں گھنے
ہوں۔ وہاں سے چھانٹ دیں۔ اگر موسم خشک ہو۔ تو
ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں۔ اور ناکارہ گھاس
اکھاڑتے رہیں۔ جب زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ تو اپریل
سے لیکر جولائی تک ہر مہینہ بوتے رہتے ہیں۔ یہ ساگ
بہت جلد بڑھ جاتا ہے ؀

لال مرچ یا ہری مرچ

ہری مرچ یا لال مرچ۔ اگرچہ عام طور پر ترکاریوں میں
بطور مصالحہ ڈالی جاتی ہیں۔ مگر اکثر شوقین ان کی ترکاری
بھی بنواتے ہیں۔ بہت سے حلوائی انہیں ابال کر کھٹائی
میں ملا کر بطور ترکاری انہیں پوری کچوریوں کے ساتھ
رکھ دیتے ہیں۔ مرچ کی کئی قسمیں ہیں۔ مگر دو چار
بہت مشہور ہیں۔ ان کا رنگ سبز زرد اور سرخ ہوتا ہے
لمبی مرچیں کم چرپری ہوتی ہیں۔ اور چھوٹی مرچیں زیادہ
تیز ہوتی ہیں۔ اسی وجہ سے انہیں تیلیا مرچ بھی کہتے ہیں
میدانوں میں انہیں شروع اپریل سے وسط جون
تک بوتے ہیں۔ اور پہاڑوں پر شروع اپریل سے مئی
کے آخر تک پہلے ایک کیاری میں مرچوں کے چھڑکواں
بو دیں۔ جب پودے پھوٹ آویں۔ اور چند انچ اونچے
ہوجائیں۔ تو انہیں ہموار زمین پر قطار در قطار بو دیں

ایک قطار کا دوسری
قطار سے ڈیڑھ
یا دو فٹ کا فاصلہ
کافی ہے - پودوں
کو آپس میں ایک
فٹ فرق رہنا
چاہئے - بونے
سے پہلے کسی قدر
سڑی ہوئی کھاد
گھورہ ڈال دینی
چاہئے - اگر زمین
عمدہ ہو - اور
بونے سے چھ
مہینے پہلے کھاد
پڑ چکی ہو - تو پھر
بوتے وقت کھاد
دینے کی کوئی ضرورت نہیں ہے - جب موسم خشک ہو
تو ہفتہ میں ایک مرتبہ پانی دے دیں - اور ناکارہ گھاسوں
کو کیاریوں میں جمنے نہ دیں - چھاؤں میں بھی بونے
کی یہی ترکیب ہے ؎

ادرک

ادرک عام طور پر بطور مصالحہ استعمال کی جاتی ہے اور اور بھی کئی طرح سے برتتے ہیں۔ مگر اس کی ترکاری بھی بنائی جاتی ہے۔ اور یہ نہایت لذیذ بنتی ہے۔ ادرک ہلکی زمین میں جہاں چکنی مٹی اور ریت کا جزو معقول ہو۔ خوب نشو و نما پاتی ہے اسے ماہ مئی کے اخیر میں بوتے ہیں۔ کیاریوں کو خوب درست کرکے قطاریں بنانی چاہئیں جن کا آپس میں ایک ایک فٹ فاصلہ ہو۔ پھر ادرک کی چھوٹی گانٹھوں یا ٹکڑوں کو ایک فٹ کے فاصلہ پر ان قطاروں پر چار پانچ انچ گہرا بو دیں۔ ادرک بہت جلد پھوٹ آوے گی۔ اور اگر بارش نہ ہو۔ تو ہفتہ میں ایک مرتبہ کنوئیں کا پانی دیں۔ جنوری میں ادرک کو اکھاڑ کر اور

خوب پانی سے صاف کرکے دھوپ میں خشک کرلیں
تاکہ پانی کی نمی دور ہوجاوے۔ پھر اس کو بوریوں میں
بھرلیں۔ یا جس طرح سے مناسب سمجھیں۔ ٹھکانے
سے لگادیں *

میتھی اور میتھا

میتھا کشمیر اور پنجاب میں خودرو پودا ہے۔ اسے
سبز چارے کے لئے بھی کاشت کیا جاتا ہے۔ اس کی
ایک قسم کو میتھی کہتے ہیں۔ میتھی کا پودا میتھے کی نسبت
چھوٹا ہوتا ہے۔ اور اس کے بیج بھی نسبتاً باریک
ہوتے ہیں *

میتھی کے لئے بھی کھیت کو اسی طرح تیار کیا جاتا
ہے۔ جس طرح پالک کے لئے۔ اور کھاد وغیرہ بھی ویسے
ہی ڈالی جاتی ہے۔ اس کا بیج ستمبر اکتوبر میں پالک کی
طرح کیاریوں میں ہی بویا جاتا ہے۔ اور قطاروں میں
بھی۔ قطاروں کا درمیانی فاصلہ پالک کی نسبت ذرا
کم ہوتا ہے۔ اسے پانی بھی پالک کی طرح دیا جاتا
ہے۔ یہ بھی دو ماہ تک استعمال کرنے کے قابل
ہوجاتی ہے۔ گندم یا مکی کے آٹے کے ساتھ اس
کے ہرے پتے ملاکر روٹی پکاتے ہیں۔ ہرے اور
خشک پتے ساگ کے طور پر کھائے جاتے ہیں
اور مصالحے کے طور پر بھی بکثرت استعمال ہوتے

ہیں - اس کا بیج بطور دوا بھی استعمال میں آتا ہے
اور آم کے اچار میں ڈالتے ہیں - قصور اور مالیر کوٹلہ
کی میتھی تمام پنجاب میں مشہور ہے - لوگ دور دور
سے بطور سوغات لے جاتے ہیں ؛